National Book Foundation

# Book Review

# Monthly Kitab
# ماہنامہ کتاب

شمارہ: ستمبر، اکتوبر 2021ء

*People die, but books never die*

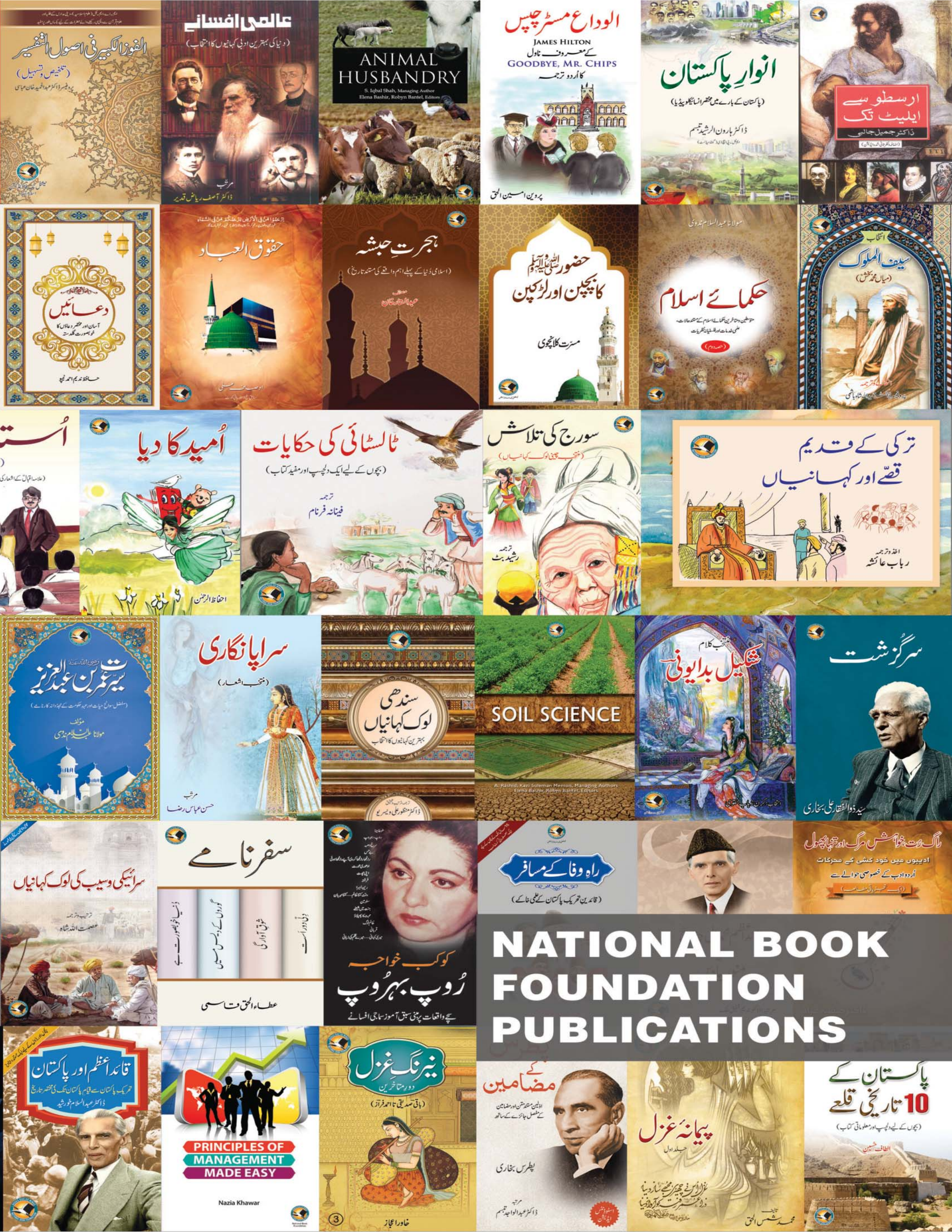
NATIONAL BOOK FOUNDATION PUBLICATIONS
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر
عالمی افسانے
ANIMAL HUSBANDRY
S. Iqbal Shah, Managing Author
Elena Bashir, Robyn Bantel, Editors
الوداع مسٹر چپس
JAMES HILTON
GOODBYE, MR. CHIPS
انوارِ پاکستان
ارسطو سے ایلیٹ تک
دعائیں
حقوق العباد
ہجرتِ حبشہ
حکمائے اسلام
سیف الملوک
اُمید کا دیا
ٹالسٹائی کی حکایات
سورج کی تلاش
ترکی کے قدیم قصے اور کہانیاں
سیرت عمر بن عبدالعزیز
سراپا نگاری
سندھی لوک کہانیاں
SOIL SCIENCE
شکیل بدایونی
سرگزشت
سرائیکی وسیب کی لوک کہانیاں
سفرنامے
رُوپ بہرُوپ
راہِ وفا کے مسافر
قائداعظم اور پاکستان
PRINCIPLES OF MANAGEMENT MADE EASY
Nazia Khawar
نیرنگِ غزل
مضامین
پیمانۂ غزل
پاکستان کے 10 تاریخی قلعے

National Book Foundation

Book Review

Monthly Kitab ماہنامہ کتاب

*People die, but books never die*

شمارہ: ستمبر، اکتوبر 2021ء

| | |
|---|---|
| سرپرستِ اعلیٰ | ڈاکٹر راجہ مظہر حمید |
| مدیرِ اعلیٰ | امجد علی |
| مدیرِ منتظم | منصور احمد |
| مدیر | نازیہ رحمٰن |
| کمپوزنگ/ لے آؤٹ | محمد شاہد دھریجہ |
| کوڈ نمبر | GNU-555 |
| تعداد | 500 |
| مطبع | ................................... |


6۔ ماؤ ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، پوسٹ بکس نمبر 1169، اسلام آباد

فون: 051-9261536 فیکس نمبر: 051-2264283

ای میل: monthlykitab@gmail.com

ویب سائٹ: www.nbf.org.pk


| | |
|---|---|
| اسلام آباد | این بی ایف صدر دفتر بک شاپ: 6۔ ماؤ ایریا، تعلیمی چوک G-8/4، اسلام آباد فون: 051-9261125 |
| | این بی ایف بک شاپ 'شہرِ کتاب' : F-7 مرکز، جناح سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون: 051-2653677 |
| لاہور | این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: 45-C، سِوک سنٹر، نزد ٹیلی فون ایکسچینج مصطفیٰ ٹاؤن، لاہور فون: 042-99260014-15 فیکس نمبر: 042-99260013 |
| | این بی ایف ٹریولرز بک کلب/ شاپ: ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ، لاہور فون: 042-36628545 |
| واہ کینٹ | این بی ایف بک شاپ: سنٹرل لائبریری بلڈنگ، POF، واہ کینٹ (Premises) فون: 051-9314004 |
| فیصل آباد | این بی ایف بک شاپ: دکان نمبر 10، ہاشمی ہال شاپنگ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد فون: 041-2648179 |
| ملتان | این بی ایف آفس و بک شاپ: 6-5-4، ایم۔ ڈی۔ اے روڈ، نزد ملتان آرٹ کونسل، ملتان فون: 061-9201281 |
| پشاور | این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور فون: 091-9217273 فیکس نمبر: 091-5892744 |
| ایبٹ آباد | این بی ایف بک شاپ: فرسٹ فلور، پبلک لائبریری، جلال بابا آڈیٹوریم، ایبٹ آباد فون: 0992-9310291 |
| ڈیرہ اسمٰعیل خان | این بی ایف بک شاپ: گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول نمبر 2، سرکلر روڈ، ڈی آئی خان فون: 0336-7221016 |
| کراچی | این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: این بی ایف، بریل کمپلیکس بلڈنگ، نزد پی ٹی وی اسٹیشن، اسٹیڈیم روڈ، کراچی فون: 021-99231762 فیکس نمبر: 021-99231089 |
| | این ابی ایف ٹریولرز بک کلب/ شاپ: ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ، کراچی فون: 021-99248432 |
| سکھر | این بی ایف بک شاپ: پبلک لائبریری، اولڈ سکھر فون 071-9310892 |
| حیدر آباد | این بی ایف بک شاپ: یونیورسٹی آف سندھ (اولڈ کیمپس)، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد فون: 022-9200251 |
| خیر پور | این بی ایف بک شاپ: اسٹوڈنٹ سروس سنٹر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیر پور فون: 0342-2937184 |
| لاڑکانہ | این بی ایف بک شاپ: مین گیٹ، شہید محترمہ بے نظیر بھٹو میڈیکل یونیورسٹی، لاڑکانہ فون: 074-9410229 |
| کوئٹہ | این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: مکان نمبر 9/9-3، ننھا سنگھ اسٹریٹ، کوئٹہ فون: 081-9201570 فیکس: 081-9201869 |


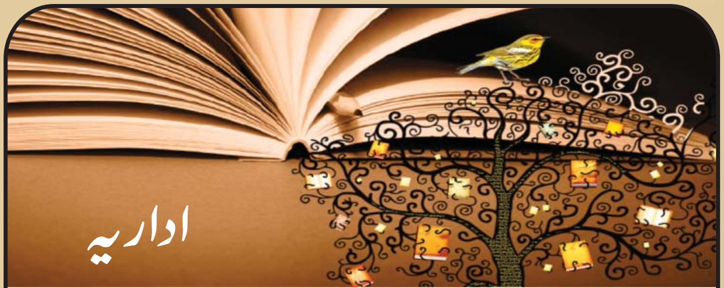

# اداریہ

نیشنل بک فاؤنڈیشن کتاب دوستی اور کتب بینی کے فروغ کے لیے جس لگن اور منصوبہ بندی سے مسلسل کوشش جاری رکھے ہوئے ہے اس کے مثبت اثرات آپ کے سامنے ہیں۔ این بی ایف کی اس ساری جدوجہد سے ملک میں علم و آگہی اور شرحِ تعلیم میں اضافہ ہوا ہے اور یقیناً مزید بھی ہوگا کیونکہ جس کامیابی کے ساتھ این بی ایف نے انتہائی مناسب قیمت پر درسی کتب کی رسائی کو ہر جگہ ممکن بنایا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔

کتاب کلچر کے فروغ کے لیے این بی ایف ہمیشہ سرگرمِ عمل رہا ہے۔ عوام الناس کے ہر طبقۂ فکر کو کتاب سے مسلسل جوڑے رکھنے کے لیے این بی ایف نے اپنی اشاعت شدہ تمام جنرل بکس پر 50% رعایت دینے کا اعلان کیا ہے اور یہ سلسلہ این بی ایف کے دیگر مراکز پر بھی جاری ہے۔

این بی ایف نے ہمیشہ کتب بینی اور عاداتِ مطالعہ کے فروغ کے بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے اپنی متعدد اسکیموں کے ذریعے کامیابیاں سمیٹی ہیں۔ ان اسکیموں سے عام قارئین کی علمی و ادبی کتب میں دلچسپی مسلسل بڑھ رہی ہے۔

کتاب پڑھنے والوں کے حوالے سے عموماً یہ تاثر قائم ہے کہ کتاب پڑھنے والے اندر سے مضبوط، دوٹوک فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ٹھوس رائے کے مالک اور ارادوں کے پختہ ہوتے ہیں۔ اُن کی شخصیت میں ٹھہراؤ اور اعتماد ہوتا ہے۔ وہ امن پسند اور دوسروں کے لیے نیک جذبات رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ مہذب اور دانش مندی کا نمونہ ہوتے ہیں۔

ماہنامہ ''کتاب''، نیشنل بک فاؤنڈیشن کی علمی و ادبی سرگرمیوں اور کتاب کے بارے میں معلوماتی رسالہ ہے جو نہ صرف بڑوں کی بلکہ بچوں کے لیے بھی دلچسپی کا محور ہے۔ اس میں نامور محققین کی کتابوں پر تبصرے، تحریریں، ادبی خبریں، بچوں کے لیے کہانیاں اور خصوصی رپورٹس شائع کی جاتی ہیں۔

ہمارا پیغام ہر طبقۂ خیال کے لوگوں تک بھرپور طریقے سے پہنچ رہا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے قافلے میں نئے لوگ نئی سوچ اور نئے جذبے کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر راجہ مظہر حمید

مینیجنگ ڈائریکٹر

ایڈیٹر کے نام خط 02

ہفتۂ شانِ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مناسبت سے این بی ایف کے زیرِ اہتمام ''سیرت سیمینار اور نعتیہ مشاعرہ'' 04
رپورٹ: رافیہ راشد

38۔ اسپیشل ٹریننگ پروگرام (STP) آفیسرز کا دورہ 06
رپورٹ: مدیر

NBF Textbooks from Primer to Grade-5 08
in accordance with Single National Curriculum 2020

Book: 'Dead Man's Prisoner' 09
Reviewer: Attiya Mehmood

محترم راجہ اعظم خان، وزیرِ تعلیم گلگت بلتستان کا دورہ این بی ایف 08

کتاب: سندھی لوک کہانیاں تبصرہ: ڈاکٹر قاسم سوڈھر 11

کتب بینی ۔ سروے 12

درسی کتاب اردو برائے جماعت نہم تبصرہ: مدیر 13

کتاب: شوگر (ذیابیطس) کی بیماری، علاج اور حفاظتی تدابیر 15
تبصرہ: کرنل (ر) محمد یونس بھٹی

قیامِ پاکستان کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کی بیک وقت پانچ کتب منظرِ عام پر 16
تبصرہ: طارق طیب

Book: 'Golden Nuggets (Quotable Quotes)' 17
(اصل کتاب سے)

کتاب: اپنی چھاں دا سیک 18
تبصرہ: ثوبیہ یاسمین

نیشنل بک فاؤنڈیشن کے لکھاری ڈاکٹر بدر منیر الدین 20
مضمون نگار: ڈاکٹر سکندر حیات میکن

کتاب: دوا غذا اور شفاء (کچھ حصہ اصل کتاب سے) 22

Books that Changed My Life (کچھ حصہ اصل کتاب سے) 24

کتاب: آزاد شیرنی (کچھ حصہ اصل کتاب سے) 26

A Textbook of General Science for Grade-8 28
Reviewer: Editor

کتاب: زمستان کی بارش تبصرہ: محمد عارف 30

The Plight of Kashmir (کچھ حصہ اصل کتاب سے) 31

نامور شاعر، ادیب اور کمپیئر محبوب ظفر سے انٹرویو 32

کتاب: بلکھی کو کون موڑے؟ تبصرہ: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم 34

کتاب: خواتین و حضرات (خاکے) تبصرہ: ڈاکٹر محمد شعیب خان 35

NBF Textbooks from Grades VI-VII 36
for academic year 2021-22

کتاب: ننھی کونپل اور بوڑھا پتا تبصرہ: رانا سعید دوشی 38

کتاب: 'جادوگر کی پہیلیاں' تبصرہ: نوید احمد 40

کتاب: 'من چلی کہانیاں' (کچھ حصہ اصل کتاب سے) 42

کتاب: 'پچھل پیری' تبصرہ: احمد عدنان طارق 44

# ایڈیٹر کے نام خط

السلام علیکم!

"ماہنامہ کتاب" پڑھا دل کو اطمینان ہوا کہ یہ رسالہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی سنبھالے ہوئے ہے۔ اردو زبان جو گزرتے دنوں کے ساتھ اپنی اہمیت کھو رہی تھی اب مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ تاریخی کردار ارسطو کے بارے میں شائع کردہ تحریر آج کے نونہالوں کے لیے اہم تھی آپ سے گزارش ہے کہ آپ ارسطو کے سفرنامہ ابن بطوطہ کا سلسلے وار آغاز کریں۔

دعا گو: آمنہ خان

---

آداب!

ماہنامہ کتاب تمام رسالوں پر سبقت لے گیا دل کو چھو جانے والے اشعار شامل کیے گئے۔ جو زبان زد عام ہیں۔ کتاب کی چاہت رکھنے والے کی موجودگی کا علم ہو ہی جاتا ہے جیسے عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا۔ سعادت حسن منٹو کا افسانہ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ ماہنامہ کتاب اپنا الگ مقام رکھتا ہے جس سے تخلیقی حسن کی جھلک نمایاں ہے۔

دعا گو: ہاشم جمال

---

آداب!

سلام کے ساتھ ساتھ ڈھیر ساری دعائیں جو آپ نے ماہنامہ کتاب کو شائع کر کے والدین کے لیے آسانیاں پیدا کیں اور ٹیکسٹ بک کی تمام معلومات فراہم کیں۔ یہ ایک منفرد رسالہ ہے جس نے ادیبوں کے کارناموں اور کتابوں کو نمایاں جگہ دی۔ بچوں کے لیے سبق آموز کہانیاں بھی شامل کریں جو اخلاقی قدروں سے وابستگی رکھتی ہوں تاکہ بچوں میں کتاب پڑھنے کا رجحان پیدا ہو۔

آپ کی مخلص۔ دانیہ

---

السلام علیکم!

آپ کا رسالہ ماہنامہ کتاب نظروں سے گزرا دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے بچوں کی ٹیکسٹ بک کے chunks شامل کیے ہوئے ہیں آپ اس طرح کی سرگرمیوں کو جاری رکھیں۔ اس سے بچوں میں تجسس پیدا ہوگا کہ ان کی کتاب کا کچھ حصہ شائع ہوتا ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک مشورہ مفت ہے کہ میرے بچے قطر سے پاکستان آئے ہیں اور انھیں اردو سے رغبت نہیں براہ کرم ایسا سلسلہ شروع کریں جو بچے اپنی کتاب سے واقف نہیں وہ اس ماہنامہ سے مدد لے سکیں۔

والسلام: وجدان ملک

---

السلام علیکم!

ماہنامہ کتاب کا سلوگن امن انقلاب اور بذریعہ کتاب بہت پسند آیا آپ نے درست لکھا کہ امن اور انقلاب کتاب کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اگر کتاب نہ ہوتی تو دنیا اندھیروں کا مسکن ہوتی۔ ماہنامہ کتاب حرف بہ حرف پڑھنے کے قابل ہے خاص طور پر قیام پاکستان کے متعلق اپنا اپنا حصہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کے رسالے کے لیے ڈھیر ساری دعائیں اور نیک تمنائیں۔

دعا گو: احمد سلطان

---

آداب!

غریب کی جانب سے سلام قبول کریں۔ ماہنامہ کتاب میں تمام تحریریں پسند آئیں۔ ہمارے وقتوں میں عمرو عیار اور ٹارزن کی کہانیاں عام تھیں براہ کرم کہانیوں کا ایسا سلسلہ شروع کریں کہ جس سے بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں میں بھی کتب بینی کا رجحان بڑھے۔

آپ کے لیے دعا گو: سمیرا

---

سلام تسلیم!

آپ کا کتاب رسالہ واقعی کتابوں کا شہر ہے۔ آئے روز کتابوں کے اضافے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر روزمرہ کی بنیاد پر بڑھ رہا ہے۔ جیسے مجھے ہر ماہ آپ کے ماہنامہ کتاب کا انتظار ہوتا ہے کہ نئے گلیاں کوچے مجھ پر بھی وا ہوں گے اس تجسس میں شوق دلچسپی ختم نہیں ہوتی۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ آپ کا ادارہ مستقل بنیادوں پر ترقی کی طرف گامزن ہے۔ میں نے ماہ اگست 2021ء، کے ماہنامہ کتاب میں آپ کی شائع کردہ درسی کتابوں کی ایک طویل فہرست دیکھی جو خاصی حوصلہ افزاء اور باعثِ مسرت ہے اُن تمام لوگوں کے لیے جو اپنے بچوں کو پڑھانے کا شوق رکھتے ہیں لیکن قلیل آمدنی کے باعث اخراجات پورے نہیں کر سکتے۔ اُن کے لیے آپ کی درسی کتب تحفہ ہیں کیونکہ آپ کی کتابوں کے دام انتہائی مناسب ہیں۔ اُمید ہے یہ سلسلہ کہ ہر بچہ کتاب پڑھ سکے آپ کے ادارے سے ہی پورا ہوگا۔ آپ کو اس کاوش پر خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں۔

مخلص: شازیہ رحمن

تصاویر: جناب جلیل عالی، جناب ڈاکٹر بابر اعوان، جناب محمد حمید شاہد، محترمہ فرح حامد خان

# ہفتۂ شانِ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مناسبت سے این بی ایف کے زیرِ اہتمام ”سیرت سیمینار اور نعتیہ مشاعرہ“

ہفتہ شان رحمتہ اللعالمین کی مناسبت سے نیشنل بک فاونڈیشن اور وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت کے زیر اہتمام سیرت سیمنار اور نعتیہ مشاعرے کی باوقار تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت پروفیسر جلیل عالی صاحب نے کی۔ جناب محبوب ظفر نے نظامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ تقریب کی مہمان خصوصی وفاقی سیکرٹری محترمہ فرح حامد کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ ملک کے نامور ادباء نے شرکت کی جن میں محترم ڈاکٹر بابر اعوان، محترم محمد حمید شاہد، محترمہ فاطمہ مبین، محترمہ رفعت وحید صاحبہ، محترمہ شازیہ اکبر صاحبہ، محترم

سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ایسے ماحول میں آنکھ کھولنے کا موقع ملا جو کہ بہت بڑی روایت، بہت بڑی تہذیب اور اجتماعی سلسلے کا گنبد ہے۔ تہذیبوں کی دو سطحیں ہیں ایک انفرادی اور ایک اجتماعی۔ اجتماعی تہذیب ایک نسل کی نہیں آئندہ کئی نسلوں کی پرورش کرتی ہے۔ ایک متن قرآن مجید اور ایک رسول ﷺ کی سیرت یہ دو چیزیں ایسی ہیں جنھوں نے تاریخ میں سفر کیا اور ایک بہت بڑی تہذیب کو پوری دنیا میں پھیلایا۔ انھوں نے کہا کہ تشکیلِ پاکستان اسی تہذیب کی ایک کڑی ہے۔

تصاویر: محترمہ فاطمہ مبین، جناب احمد عطاءاللہ، محترمہ رفعت وحید، جناب ڈاکٹر فرحت عباس اور محترمہ شازیہ اکبر

محترم احمد عطاءاللہ، محترمہ نصرت مسعود صاحبہ، محترم ڈاکٹر فرحت عباس صاحب اور جناب نسیم سحر صاحب نے بارگاہ رسالت میں اپنا ہدیہ کلام پیش کیا۔

سیرت سیمنار اور نعتیہ مشاعرے کے صدر گرامی، ممتاز شاعر جلیل عالی صاحب نے تقریب

مہمانِ خصوصی سیکرٹری وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت محترمہ فرح حامد نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں رسول ﷺ کی دیانت داری اور کردار کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اچھا مسلمان بننے کے لیے اچھا انسان بننا ضروری ہے۔ انھوں نے والدین اور اساتذہ سے

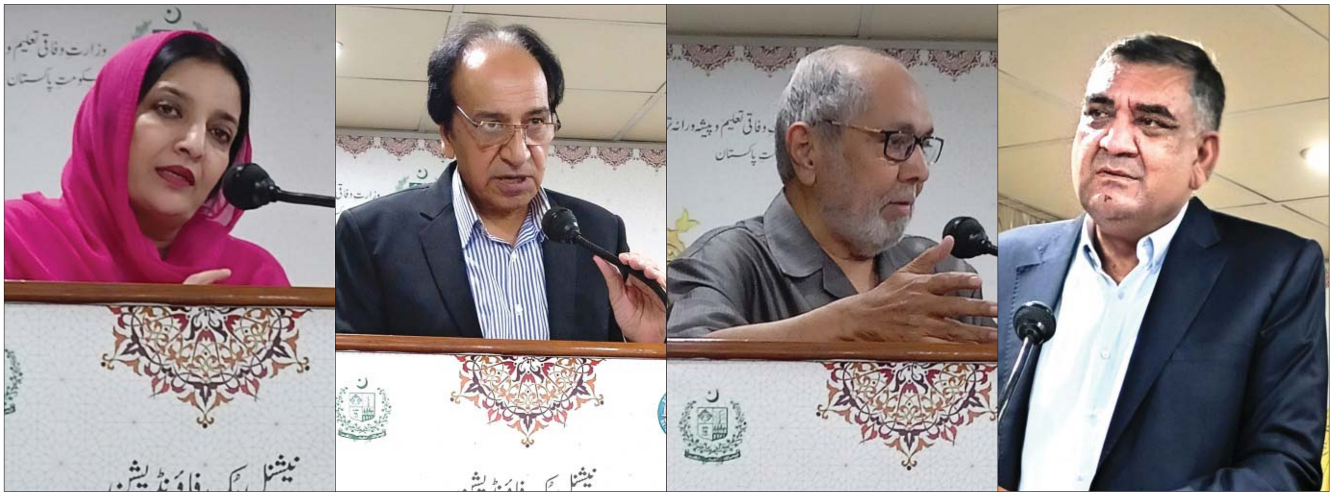

تصاویر: جناب ڈاکٹر راجہ مظہر حمید، جناب نسیم سحر، جناب محبوب ظفر اور محترمہ نصرت مسعود

کہا کہ وہ بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی توجہ دیں۔ انھوں نے بتایا کہ وزیر اعظم پاکستان عمران خان صاحب اسی عشرہ شان رحمت میں رحمت اللعالمین اتھارٹی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں جس میں دین اسلام اور سیرت ﷺ کے سکالرز ہونگے جو معاشرے کی تربیت کا اہتمام کریں گے۔ انھوں نے نیشنل بک فاونڈیشن کے ایم ڈی ڈاکٹر راجہ مظہر حمید صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ این بی ایف کو اعلی معیار پہ لے کے آئے۔ آخر میں نیشنل بک فاونڈیشن کے ایم ڈی راجہ مظہر حمید صاحب نے مہمانوں کی آمد پر شکریہ ادا کرتے ہوئے اعلان کیا کہ نیشنل بک فاونڈیشن کے تمام آوٹ لیٹس سے 50 فیصد کی رعایت پر تمام جنرل کتابیں خریدی جاسکتی ہیں۔ تقریب کے اختتام پر گروپ فوٹو لیا گیا اور مہمانوں کے لیے ریفریشمنٹ کا بھی اہتمام تھا۔

(رپورٹ: رافیہ رشید)

تقریب میں معزز مہمانان کا ایک منظر

# 38۔اسپیشل ٹریننگ پروگرام (STP) آفیسرز کا این بی ایف کا دورہ

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی غیر معمولی سرگرمیوں میں مورخہ 14 اکتوبر 2021 کو منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ انفارمیشن سروسز اکیڈمی کے بیچ 21 پروبیشنری آفیسرز کے 38 اسپیشل ٹریننگ پروگرام (STP) نے دورہ کیا۔ اس موقع پر نیشنل بک فاؤنڈیشن کے مینجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر راجہ مظہر حمید صاحب نے ایس ٹی پی آفیسرز کو این بی ایف کی کارکردگی کے بارے میں بتایا۔

این بی ایف نے بحیثیت فیڈرل ٹیکسٹ بک بورڈ، پرائم منسٹر آف پاکستان کے منصوبے کے تحت سنگل نیشنل کریکولم کی بنیاد پر رواں سال پرائمری تا پانچویں کی کتابیں شائع کی ہیں جو نہ صرف اعلیٰ معیار پر مشتمل ہیں بلکہ انتہائی کم قیمت پر نزدیکی بک سیلرز کے پاس موجود ہیں۔ مینجنگ ڈائریکٹر این بی ایف نے اپنے ادارے کے مستقبل قریب کے تمام تر مقاصد سے معزز آفیسرز کو آگاہ کیا جس میں انھوں نے گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ STP آفیسرز کی انچارج میڈم سمیرا انور ڈپٹی ڈائریکٹر نے ایم ڈی این بی ایف سے ریڈرز کلب سکیم کی ممبر شپ کے حوالے سے دلچسپی کا اظہار کیا کہ اس سکیم کو جلد شروع ہونا چاہیے جس پر ایم ڈی این بی ایف نے کہا کہ جلد ہی یہ خوشخبری بھی ہم آپ کو دینگے کیونکہ بہت سے ممبر حضرات کو اسکیم کا انتظار رہتا ہے۔ بہت خوشگوار بریفنگ کے بعد ایم ڈی این بی ایف نے مہمانوں کو کتابوں کا تحفہ پیش کیا۔ اس کے بعد این بی ایف کے سینئر آفیسرز جناب آصف رسول لاڑک اور جناب منصور احمد کے ہمراہ تمام STP آفیسرز کو نیشنل بک فاؤنڈیشن کے نیشنل بک میوزیم کا دورہ کرایا گیا۔

میوزیم میں موجود سو سال پرانے قرآن پاک کے نسخے دیکھ کر تمام مہمانوں کے حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات قابلِ دید تھے۔ اس کے علاوہ میوزیم میں موجود پاکستان کی معزز شخصیات بشمول قائد اعظم، علامہ اقبال، مرزا غالب، سعادت حسن منٹو کے مجسموں میں گہری دلچسپی ظاہر کی اور یادگار تصاویر بھی بنوائیں۔

آخر میں تمام آفیسرز کو این بی ایف بک شاپ کا دورہ بھی کرایا گیا جہاں سے نہ صرف انھوں نے کتابیں خریدیں بلکہ دوبارہ آنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

تصویر: رضیہ فصیح احمد

یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے اپریل 2021ء میں شائع ہوئی۔ اس انتخاب میں 30 افسانے شامل ہیں۔ رضیہ فصیح احمد کے افسانوں کا انتخاب نہایت عرق ریزی اور توجہ کا متقاضی تھا۔ محترمہ قیصرہ علوی اور شیراز فضل داد نے اس ذمہ داری

تبصرہ: ڈاکٹر عقلیمہ ناز

کو بخوبی نبھاتے ہوئے بہت محنت اور سنجیدگی سے ان افسانوں کو کتابی شکل میں جمع کیا ہے۔ رضیہ فصیح احمد کا شمار عصرِ حاضر کی نمائندہ فکشن نگار خواتین میں ہوتا ہے۔ انھوں نے افسانے کے علاوہ ناول، ناولٹ، بچوں کے ادب اور سفر نامے جیسی ادبی اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے، تاہم ان کا خاص میدان اردو افسانہ نگاری ہے۔ ان کے افسانے زندگی کے کسی ایک پہلو یا کسی ایک عصری رجحان کے عکاس نہیں ہوتے بلکہ وہ زندگی کی متنوع کیفیات اور انسانی رویوں کی ان گنت پرتوں کو سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

رضیہ فصیح احمد کے افسانے ایک عام انسان کی ذہنی کیفیات کا حقیقی بیانیہ معلوم ہوتے ہیں۔ انسانی معاشرے میں ہر لمحہ جنم لینے والی تلخیاں اور ان سے پیدا ہونے والی نفسیاتی کیفیات کو وہ اپنے کرداروں کے ذریعے اس طرح سے متشکل کرتی ہیں کہ ہر کردار اپنے طبقے کا نمائندہ کردار بن کر سامنے آتا ہے۔ ان کرداروں کا تعلق متوسط طبقے سے بھی ہے اور صاحبِ حیثیت طبقے سے بھی۔ ہر دو طرح کے کردار ان کے افسانوں میں اپنی پوری جزئیات کے ساتھ پیش ہوتے ہیں۔ افسانہ نگار کا ذہنی میلان ان کرداروں کو ان کی اصل کے ساتھ جوڑ کر پیش کرتا ہے چنانچہ یہ کردار اپنے خاندانی پس منظر کی از خود وضاحت کرتے نظر آتے ہیں۔ مصنفہ کے افسانوں کے عنوانات ان کی ذہنی بالیدگی اور ژرف نگاہی کا واضح ثبوت ہیں۔ ہر افسانے کا عنوان اپنے اندر گہری معنویت لیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ عنوان پر نظر پڑنے کے بعد اس میں چھپا تجسس قاری کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

ان کے افسانوں کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ انھوں نے اپنے عہد کی بدلتی ہوئی تہذیبی قدروں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انھیں اپنے منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کا ہر افسانہ دیرپا تاثر چھوڑتا ہے۔ ان کا کہانی بیان کرنے کا انداز اتنا فطری ہے کہ قاری اس کو پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ مصنفہ کے بیانیے کی یہی خوبی قاری کو افسانے پڑھتے ہوئے کہیں رکنے نہیں دیتی اور اسے سب کچھ اپنی نگاہوں کے سامنے گھومتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ دوسری خواتین افسانہ نگاروں کی طرح ان کے یہاں عورت کی ازدواجی اور سماجی زندگی کی محرومیاں اور مسائل بھی بیان ہوئے ہیں، تاہم رضیہ فصیح احمد کا اختصاص یہ ہے کہ وہ ان مسائل کے محرکات اور وجوہات کو بھی احاطۂ تحریر میں لاتی ہیں۔

کتاب میں افسانوں کا انتخاب، عنوانات کی ترتیب اور پروف کے مسائل سے پاک عبارت مثالی اور متاثر کن ہے۔ ایک اور چیز جو کتاب کو جاذبِ نظر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، وہ کتاب کے صفحات کا معیار ہے، کیونکہ کتاب کے متن کے ساتھ ساتھ اس کے صفحے کا معیاری ہونا بھی اس کی مقبولیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے چنانچہ اس کتاب کو کھولتے ہی سب سے پہلی چیز جو قاری کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے وہ اس کے صفحے کا اعلیٰ معیار ہے۔ یہی معیار اس کتاب کی سب سے بڑی خوبصورتی ہے۔ کتاب کے سرِ ورق پر چھپی رضیہ فصیح احمد کی خوبصورت تصویر بذاتِ خود ایک کہانی معلوم ہوتی ہے۔ ان تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات کے ساتھ یہ کتاب ادب کے ہر قاری کے لیے دلچسپی اور توجہ کا مظہر قرار دی جا سکتی ہے۔

| | |
|---|---|
| کتاب: | رضیہ فصیح احمد کے منتخب افسانے |
| مرتبہ: | قیصرہ مختار علوی، شیراز فضل داد |
| قیمت: | 380 روپے |
| صفحات: | 230 |
| پبلشر: | نیشنل بک فاؤنڈیشن |

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

# Textbooks

## from Primer to Grade-5

in accordance with Single National Curriculum 2020

Published by National Book Foundation

National Book Foundation as Federal Textbook Board

Head Office: 6-Mauve Area, Taleemi Chowk, G-8/4, Islamabad.

**for orders and further details, please contact**

**Mr. Arshad Mehmood Qureshi: 0301-5008019, 051-9260391, NBF's Head Office Bookshop: 051-9261125**

E-mail: books@nbf.org.pk, Website: www.nbf.org.pk, Facebook: www.facebook.com/nbfisb, Twitter: www.twitter.com/nationalbook1

Picture: Ali Begum Khan

Nadia was not a stunning beauty but something about her persona made her a very attractive girl.

About seventeen, Nadia's only goal in life was to become a doctor like her eldest brother who practiced in a small town in Western Pakistan, and he took care of the family. The youngest and the only sister of her three brothers, Nadia was pampered like a child. She never felt the absence of father who had passed away when she was very young. The family had a different ethnic background but were fully merged in the local populace through intermarriages.

*Reviewer*
***Attiya Mehmood***

A local landlord spotted her and sent a proposal to her family asking for her hand. Nadia's family respectfully regretted saying the girl wanted to carry on with her studies. That's when a hell broke loose on Nadia and her family. The man assaulted her to avenge his humiliation. Nadia's young brother killed the culprit, and an unending enmity ensued.

However, with the help of local friends, and through a long and complex procedure, a settlement was reached as per local traditions that shattered Nadia's dreams and displaced the family.

Did Nadia reconcile to her fate?

Many twists and turns in the story make it an interesting read.

It's a beautifully woven plot with lively characters in a realistic background. The language is simple and narrative so attractive that you would not stop reading till the end.

Ali Khan has added a very good novel to the English language literature in Pakistan.

Dead Man's Prisoner takes you on a journey into the life of a compelling character Nadia.
A story that revolves around the despicable custom of 'Swara'-giving girls in compensation to end disputes. Given the cultural restrictions, it is not easy to feel, understand or have a peak into an otherwise guarded life of a victim of 'Swara'.
The book is a first and an authentic account of a Swara girl. First because it tells a story of a survivor not a victim.
Nadia's character is beautifully developed. She is portrayed with strength of character and dignity in an otherwise shattered circumstance.
The book not only helps understand the different dimensions of this custom and culture, but also makes a reader feel and resonate with Nadia's complex life. Life where she is catapulted into a labyrinth where her dreams are at stake, life is at danger and heart is at risk of being shattered.
It's a story of patriarchy and age-old traditions at war with a young girl's dreams and aspirations.
A story of betrayal, hurt and the warped notion of 'honor' that regulates the lives of women.
Once the reader is thrown into the protagonist's head, an attachment starts to form. A unique, beautifully written novel. An absolutely must read.

Samar Minallah

**Book:** Dead Man's Prisoner
Author: Ali Khan
**Price:** 465
**Pages:** 288
**Publisher:** National Book Foundation

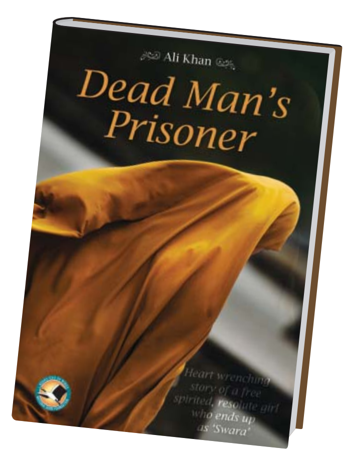

محترم جناب راجہ اعظم خان، وزیر تعلیم گلگت بلتستان کے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے دورے کے موقع پر
مینجنگ ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر راجہ مظہر حمید اُن کو این بی ایف کے بارے میں بریفنگ دے رہے ہیں

## نیشنل بک فاؤنڈیشن کا گلگت میں صوبائی رابطہ آفس کھولنے کا اعلان

صوبائی وزیر تعلیم کا نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ہیڈ آفس کا دورہ، ایم ڈی این بی ایف کے ساتھ تفصیلی گفتگو کی گئی

**گلگت بلتستان کے تمام اضلاع میں رعایتی کارڈز نصابی کتب کی دستیابی اور فوری ترسیل کو یقینی بنانے کیلئے اقدامات کا فیصلہ**

اسلام آباد(پ ر)وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ محمد اعظم خان نے نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کے ہیڈ آفس کا دورہ کیا۔صوبائی وزیر تعلیم گلگت بلتستان بک فاؤنڈیشن کے صدر دفتر پہنچے تو مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن راجہ مظہر حمید نے انکا پرتپاک استقبال کیا۔اس موقع پر صوبائی وزیر کو نیشنل (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 7)

## نیشنل بک فاؤنڈیشن کا گلگت میں دفتر کھولنے کا اعلان

**تمام اضلاع میں رعایتی کارڈز پر کتابیں فراہم کرنے کی یقین دہانی**

### وزیر تعلیم راجہ اعظم خان کا نیشنل بک فاؤنڈیشن ہیڈ آفس کا دورہ، ایم ڈی نے استقبال کیا

اسلام آباد(پ ر) وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ محمد اعظم خان نے نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کے ہیڈ آفس کا دورہ کیا۔صوبائی وزیر تعلیم گلگت بلتستان بک فاؤنڈیشن کے صدر دفتر پہنچے تو مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن راجہ مظہر حمید نے انکا استقبال کیا۔اس موقع پر صوبائی وزیر کو نیشنل بک فاؤنڈیشن کی میوزیم اور دیگر حصوں کا معائنہ کرایا گیا۔ بعد ازاں وزیر (باقی صفحہ 7 بقیہ نمبر 9)

## گلگت میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کا رابطہ آفس کھولنے کا اعلان کردیا

**وزیر تعلیم گلگت بلتستان نے نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کے ہیڈ آفس کا دورہ، بک فاؤنڈیشن کے صدر دفتر پہنچے تو مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن راجہ مظہر حمید نے انکا پرتپاک استقبال کیا**

ملاقات میں گلگت بلتستان کے تمام اضلاع میں رعائتی کارڈز اور نصابی کتب کی دستیابی اور بروقت ترسیل کو یقینی بنانے کیلئے فوری اقدامات کا فیصلہ کیا گیا

**صوبائی دارالحکومت گلگت میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کا رابطہ آفس کھولنے سے گلگت بلتستان کے طلبا کو بروقت کتب کی ترسیل ممکن ہوگی اور زیادہ سے زیادہ طلبہ وطالبات بک ریڈرز کلب کا حصہ بنیںگے، وزیر تعلیم**

اسلام آباد(پ ر)وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ محمد اعظم خان نے نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کے ہیڈ آفس کا دورہ کیا۔صوبائی وزیر تعلیم گلگت بلتستان بک فاؤنڈیشن کے صدر دفتر پہنچے تو مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن راجہ مظہر حمید نے انکا پرتپاک استقبال کیا۔اس موقع پر صوبائی وزیر کو نیشنل بک فاؤنڈیشن کی میوزیم (بقیہ 60 صفحہ 7)

اسلام آباد: وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ محمد اعظم خان اور ایم ڈی نیشنل بک فاؤنڈیشن راجہ مظہر حمید ملاقات کررہے ہیں

E-mail: ausaf@dsl.net.pk — اعلیٰ صحافتی اوصاف کا علمبردار — http://www.dailyausaf.com

روزنامہ اوصاف

## وزیر تعلیم کا نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ہیڈ آفس کا دورہ

اسلام آباد(اوصاف نیوز) وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ محمد اعظم خان نے نیشنل بک فاونڈیشن اسلام آباد کے ہیڈ آفس کا دورہ کیا۔صوبائی وزیر تعلیم گلگت بلتستان بک فاونڈیشن کے صدر دفتر پہنچے تو مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاونڈیشن راجہ مظہر حمید نے انکا پرتپاک استقبال کیا۔اس موقع پر صوبائی وزیر کو نیشنل بک فاونڈیشن کی میوزیم اور دیگر حصوں کا معائنہ کرایا گیا۔ بعدازاں وزیر تعلیم اور ایم ڈی نیشنل بک فاونڈیشن کے درمیان ادارے کی خدمات کی گلگت بلتستان تک وسعت دینے کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔صوبائی وزیر تعلیم کی خواہش پر ایم ڈی این بی ایف نے گلگت شہر میں فوری طور پر نیشنل بک فاونڈیشن کا صوبائی رابطہ آفس کھولنے کا اعلان کیا۔اس کے علاوہ گلگت بلتستان کے تمام اضلاع میں رعائتی کارڈز اور نصابی کتب کی دستیابی اور بروقت ترسیل کو یقینی بنانے کیلئے فوری اقدامات کا فیصلہ کیا گیا۔اس موقع پر وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ اعظم خان نے خصوصی تعاون پر ایم ڈی نیشنل بک فاونڈیشن کا شکریہ ادا کیا۔وزیر تعلیم گلگت بلتستان راجہ اعظم خان نے مزید کہا کہ صوبائی دارالحکومت گلگت میں نیشنل بک فاونڈیشن کا رابطہ آفس کھولنے سے گلگت بلتستان کے طلبا کو بروقت کتب کی ترسیل ممکن ہوگی اور زیادہ سے زیادہ طلبہ وطالبات بک ریڈرز کلب کا حصہ بنینگے۔

ترجمہ، ترتیب و انتخاب: ڈاکٹر منظور علی ویسریو

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب سے 2020ء میں شائع کردہ کتاب "سندھی لوک کہانیاں (بہترین کہانیوں کا انتخاب) کا مطالعہ کیا۔ یہ کتاب 169 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں سندھی لوک کہانیوں سے 39 دلچسپ، معلوماتی اور ناصحانہ کہانیوں کو اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے جو سندھی کے ادیب، مترجم اور محقق ڈاکٹر منظور علی ویسریو کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر منظور علی ویسریو عصرِ حاضر میں سندھی زبان و ادب پر اردو زبان میں لکھنے والوں میں اہم نام ہے۔ ان کی کچھ کتابیں جن میں جمال ابڑو: شخصیت اور فن، شاہ عنایت شہید: شخصیت اور فن، علامہ محمد اقبال: شخصیت اور فن، (سندھی ترجمہ)، آغا سلیم: شخصیت اور فن، پاکستانی زبانوں میں لسانی اشتراک، ترقی پسند تحریک کے سندھی ادب پر اثرات، سندھی زبان کا مطالعہ وغیرہ شائع ہو چکی ہیں۔ مذکورہ کتاب بھی انھوں نے نہایت محنت اور لگن سے سندھی سے سلیس اردو میں ترجمہ کی ہے۔

تبصرہ: ڈاکٹر قاسم سوڈھر

کتاب کی ابتداء میں مصنف کی جانب سے پُر مغز اور تحقیقی "دیباچہ" بھی شامل ہے۔ جس میں انھوں نے لوک ادب کی تعریف، لوک ادب کے بنیادی ذرائع خصوصاً لوک کہانی کی ساخت اور اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ سندھی لوک ادب پر مختصر روشنی ڈالی ہے۔ سندھی لوک ادب کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ " کسی بھی خطے کی تاریخ اس کے لوک ادب کے بغیر مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ لوک ادب عوام کی امنگوں، احساسات، جذبات، مزاج اور فطرت، مذہبی اور ذہنی رجحانات کا ایک کھلا دفتر ہے۔ سندھی لوک ادب قدیم اور مالا مال ہے اور سندھ کے عوام میں مقبول اور مروّج ہے جو سندھ کے عوام کے احساسات، جذبات، تہذیبی، سماجی، معاشی اور سیاسی تاریخ کا گواہ ہے۔"

ایک اور جگہ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کے حوالے سے لوک کہانیوں کی اہمیت کو یوں اجاگر کرتے ہیں، "لوک کہانیاں، لوک ادب کا نہایت ہی اہم حصہ ہیں، کیونکہ نہ صرف وہ لوک ادب کا قدیم نمونہ ہیں بلکہ وہ انسانی نفسیات، توہمات اور اوائلی اعتقادات کے آثار کا آئینہ ہیں۔ ہر انسانی گروہ کی لوک کہانیاں اس گروہ کے ابتداء کی بھولی ہوئی یادداشتیں ہیں اور بطور مجموعی تمام اقوام کی لوک کہانیاں گو کہ بنی نوع انسان کے ابتدائی دور کی داستان اور دستاویز ہیں......''

پاکستانی معاشرے میں لوک ادب کی بہت زیادہ اہمیت ہے، کیوں کہ لوک ادب اظہار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسی طرح لوک ادب میں جب لوک کہانیوں کی بات آتی ہے تو بہت سارے لوگوں کے ذہنوں میں صرف بچوں کی کہانیوں کا عکس آجاتا ہے، لیکن حقیقت میں دیکھا جائے تو بچوں کی کہانیوں کے ساتھ ساتھ انہی کہانیوں میں ایسا فلسفہ شامل ہوتا ہے، جس پر شاید اس طرح معاشرے میں کھل کر بات نہ کی جاسکے۔

مذکورہ کتاب میں شامل تمام منتخب کہانیاں نہایت دلکش، فکر انگیز، سبق آموز اور سندھ کی تہذیب و ثقافت کا آئینہ ہیں اور ان میں ہر طبقے کے قارئین کو متاثر کرنے کی خوبی موجود ہے۔ خصوصاً بچوں کی دلچسپی کے لیے یہ کہانیاں قابلِ ستائش ہیں۔ ان میں تاریخی، ثقافتی، مذہبی اور اخلاقی اسباق بیک وقت موجود ہیں جو ہماری موجودہ اور آنے والی نسلوں کو زندگی کا حقیقی فلسفہ سمجھنے میں بہت زیادہ مدد دے سکتی ہیں۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کا یہ نہایت احسن اقدام ہے کہ وطن عزیز کے تمام صوبوں اور علاقوں کی لوک کہانیوں کو اردو ترجمے کی صورت میں شائع کر کے نہ صرف ہماری تہذیب و ثقافت کو اجاگر کیا ہے بلکہ اہل وطن کو ایک دوسرے کو سمجھنے میں بھی یہ کاوش نہایت مفید ثابت ہو گی اور قومی یکجہتی کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرے گی۔ اس کے لیے ادارہ مبارک باد کا مستحق ہے۔

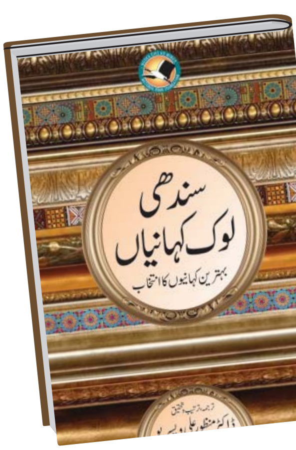


کتاب: سندھی لوک کہانیاں
ترجمہ، ترتیب و انتخاب: ڈاکٹر منظور علی ویسریو
قیمت: 200 روپے
صفحات: 170
پبلشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

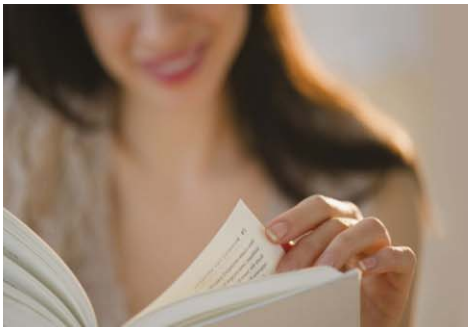

# کتب بینی۔سروے

**محترمہ نازیہ طارق، سیکٹر I-14/4، اسلام آباد**

**۱۔ آپ کو کتاب پڑھنا کیسا لگتا ہے۔**

اچھا لگتا ہے مگر وقت نہیں ملتا۔

**۲۔ کس قسم کی کتابیں پڑھنا پسند کرتی ہیں؟**

اہم شخصیات کی زندگی سے متعلق۔

**۳۔ حال ہی میں کون سی کتاب پڑھی ہے۔**

سوانح اقبال

**۴۔ پسندیدگی کی کیا وجوہات ہیں؟**

اقبال کی زندگی کے متعلق جاننا۔

**۵۔ آپ کی زندگی میں کتاب کی کیا اہمیت ہے۔**

کتاب ہماری زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ کتاب انسان کی شخصیت کو اُبھارتی ہے۔

**۶۔ نوجوانوں میں کتب بینی کے فروغ کے لیے آپ کی کیا تجاویز ہیں؟**

سوشل میڈیا کو بند کر دیا جائے تو نوجوان نسل کتابوں کی طرف آ سکتی ہے۔

**محترمہ فلزہ عادل، اسسٹنٹ پروفیسر، آئی سی جی، F-6/2 اسلام آباد**

**۱۔ آپ کو کتاب پڑھنا کیسا لگتا ہے۔**

مجھے کتاب پڑھنا بہت اچھا لگتا ہے خصوصاً رات کو سونے سے پہلے کچھ پڑھنا اچھا لگتا ہے۔

**۲۔ کس قسم کی کتابیں پڑھنا پسند کرتی ہیں؟**

مجھے اسلامی کتابیں زیادہ پسند ہیں۔

**۳۔ حال ہی میں کون سی کتاب پڑھی ہے۔**

''قرآن اور ہم'' ڈاکٹر اسرار احمد

**۴۔ پسندیدگی کی کیا وجوہات ہیں؟**

اس میں قرآن کی آیات کو تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

**۵۔ آپ کی زندگی میں کتاب کی کیا اہمیت ہے۔**

کتاب آپ کی شخصیت کو اُبھارتی ہے۔ پالش کرتی ہے۔

**۶۔ نوجوانوں میں کتب بینی کے فروغ کے لیے آپ کی کیا تجاویز ہیں؟**

میرے خیال میں اگر نوجوانوں کو بچوں کو کلاس میں ہی کچھ پڑھنے کو دیا جائے کہ اس پر وہ اپنا اظہارِ خیال کریں اور اس کتاب میں کیا خاص بات تھی تو شاید وہ غور سے پڑھ بھی لیں گے۔

**جناب ریاض احمد ریاض، 255-A، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا**

**۱۔ آپ کو کتاب پڑھنا کیسا لگتا ہے۔**

اچھی کتاب ایک اچھے دوست کی طرح ہوتی ہے جو ''سیکھ'' دیتی اور ساتھ نبھاتی ہے۔

**۲۔ کس قسم کی کتابیں پڑھنا پسند کرتے ہیں؟**

دینی اور تاریخی

**۳۔ حال ہی میں کون سی کتاب پڑھی ہے۔**

سیرت النبی ﷺ (ڈاکٹر اسرار احمد)

تلاش اور لبیک (ممتاز مفتی)

**۴۔ پسندیدگی کی کیا وجوہات ہیں؟**

حضور ﷺ کی حیات مبارکہ اور دین کے بارے میں بہتر جاننا اور اسلاف کی جدوجہد کو سمجھنا۔

**۵۔ آپ کی زندگی میں کتاب کی کیا اہمیت ہے۔**

کتاب آگہی حاصل کرنے کا اصل ذریعہ ہے۔

**۶۔ نوجوانوں میں کتب بینی کے فروغ کے لیے آپ کی کیا تجاویز ہیں؟**

جدید سہولتوں کے ساتھ لائبریریوں کا قیام دیدہ زیب خوبصورت سستی کتب کی دستیابی۔

تصاویر مصنفین: پروفیسر احمد اقبال، پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، ڈاکٹر عبدالکریم خالد

نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد اپنے قیام کے روزِ اول ہی سے اس فریضے کی انجام دہی کے لیے کوشاں ہے کہ اعلیٰ معیار کی درسی نصابی کتب کی کم قیمت پہ طلبہ و طالبات تک رسائی کو ممکن بنایا جا سکے۔ یوں نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ملکی و قومی ترقی میں اپنا بھرپور اور مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔ یکساں نصابِ تعلیم کے پروگرام کو یقینی بنانے کے لیے بھی این بی ایف سرگرمِ عمل ہے یہی وجہ ہے کہ ''ایک قوم ایک نصاب'' کے نعرے کو یقینی اور عملی طور پر ممکن بنانے کے لیے جماعت پنجم تک کی نصابی، درسی کتب کی اشاعت کا کام بھی اسی ادارے کی جاں فشاں اور پروفیشنل ٹیم نے ممکن بنایا۔ اس وقت اپنے اعلیٰ معیار اور کم قیمت کے باعث؛ وطنِ عزیز کے کسی بڑے سے بڑے پبلشر کی نصابی، درسی کتب؛ نیشنل بک فاؤنڈیشن کی ان نصابی کتب کا مقابلہ نہیں کر سکتیں بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ بیشتر نے انھی کتب کے ماڈل کی پیروی کی ہے۔

اردو لازمی برائے جماعت نہم کی درسی نصابی کتاب بھی حال ہی میں تالیف ہو کر نیشنل بک فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے منظرِ عام پہ آئی ہے اور خوش آئند بات یہ ہے کہ وفاقی تعلیمی بورڈ اسلام آباد کے تمام تعلیمی اداروں میں نویں جماعت کی سطح پہ پڑھائی جا رہی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں 2006ء کے قومی نصاب کی ضروریات اور ہدایات کے ساتھ ساتھ بہت سی اہم باتوں کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔ 2006ء کے قومی نصاب کی روشنی میں شبلی نعمانی، سرسید احمد خان، الطاف حسین حالی، محمد حسین آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، پریم چند، امتیاز علی تاج، میرزا ادیب، مرزا فرحت اللہ بیگ، شفیق الرحمٰن، کرنل محمد خان جیسے ادیبوں کی ایک ایک تحریر کو شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔ کُل 13 نثری اسباق، 4 منظومات اور 4 ہی غزلیات شاملِ کتاب ہیں۔ نثر کی مختلف صورتوں کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے یعنی مضمون، افسانہ، ڈراما، ناول، طنز و مزاح، (صحافتی اور سائنسی پیرایۂ اظہار) پر مشتمل تحریریں شامل کی گئی ہیں۔

اردو لازمی برائے جماعت نہم کی تالیف اور ترتیب میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ یہ کتاب ممکنہ حد تک قومی، دینی و ملی اساس، آئینِ پاکستان کی روح سے باہم مطابقت رکھتی ہو۔ سیرتِ رسول ﷺ، معاشرتی، سماجی موضوعات، شاعرِ مشرق کے افکار و خیالات کو بھی ٹیکسٹ کا حصہ بنایا گیا ہے تاکہ طلبہ و طالبات کی ذہنی و فکری تربیت اس انداز میں ہو کہ وہ بڑے ہو کر ملک و قوم کے ایک مفید اور کارآمد شہری بن سکیں اور عالمی سطح پہ ہونے والی مختلف تبدیلیوں کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آہنگ کر سکیں۔ اردو لازمی برائے جماعت نہم میں لسانی مہارتوں، حدِ تدریج اور حاصلاتِ تعلم کو بنیادی حیثیت و اہمیت حاصل ہے۔ عہدِ حاضر کے مسائل اور تقاضے، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کے حوالے سے دو خصوصی مضامین: 'خطوط بنام مدیر' اور 'ذرائع ابلاغ اور سماجی رابطے کی دنیا' خاص طور پر قومی نصاب کی ضرورت کے تحت شاملِ اشاعت ہیں تاکہ طلبہ و طالبات میں سوچنے سمجھنے اور عالمی سطح پر باہم رابطے میں رہنے کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔

چوں کہ حمد اور نعت قومی نصاب کا لازمی حصہ قرار دی گئی ہیں اس لیے الطاف حسین حاؔلی اور امیؔر مینائی کی منظومات شاملِ کتاب ہیں۔ فطرت کے مناظر اور موسم کی کیفیات سے محظوظ ہونے اور انھیں اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی مہارت کے حصول کے لیے نظیر

اکبرآبادی کی طویل نظم 'برسات کی بہاریں' کے منتخب بند شامل ہیں۔ شاعرِ مشرق: علامہ اقبالؔ کے افکار و خیالات سے آئندہ نسلوں کو روشناس کرانے کے لیے جماعت نہم کی موجودہ درسی کتاب میں 'دعا' نظم کو شامل کیا گیا ہے۔ کتاب کی تیاری میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ قومی نصاب اور حاصلات تعلم کے رہنما اصول نمایاں طور پر منعکس اور منعطف ہو رہے ہوں۔ میر تقی میرؔ، خواجہ حیدر علی آتشؔ، مرزا اسد اللہ خان غالبؔ، اور بہادر شاہ ظفرؔ کی ایک ایک غزل شامل کتاب ہے تاکہ طلبہ و طالبات: اردو زبان کے محاورے اور چٹخارے سے نہ صرف محظوظ ہو سکیں بلکہ انھیں زبان دانی کی تمام مہارتیں سیکھنے میں بھی خاطر خواہ مشق حاصل ہو سکے اور وہ اپنا مدعا بہتر سے بہتر انداز میں صنائع بدائع کے استعمال کے ساتھ بیان کر سکیں۔

اردو لازمی برائے جماعت نہم کے تمام اسباق: حاصلات تعلم، اقتباس، مشقوں، سرگرمیوں اور ہدایات برائے اساتذہ کے عنوانات پر مشتمل ہیں۔ مشقوں کی تیاری میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ حاصلات تعلم کے مقاصد کا حصول بھی ممکن بنایا جائے اور وفاقی تعلیمی بورڈ اسلام آباد کے پیپر پیٹرن کے ساتھ بھی سوالات کی ہم آہنگی ہو۔ لغت، تلفظ، الفاظ جملے، کثیر الانتخابی سوالات، مختصر سوالات، گرامر کے ساتھ ساتھ طلبہ اور طالبات کی تخلیقی صلاحیتوں اور تنقیدی نقطۂ نظر کو فروغ دینے کے لیے سرگرمیوں کو بھی مشقوں کا حصہ بنایا گیا ہے۔ چوں کہ بچوں کی تربیت، کردار اور شخصیت سازی میں باہمی مکالمہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی اس صلاحیت کو اجاگر کرنے کے لیے 'ڈرامے آرام و سکون' اور 'نئی ہمسائی' شامل کتاب ہیں۔ نثری حصے میں شامل اسباق کی تدریس سے بچوں میں اخلاقی، سماجی، معاشرتی اور ماحولیاتی مسائل سے آگاہی کی بیداری میں مدد حاصل ہوگی۔ اردو لازمی برائے جماعت نہم کی تالیف اور ترتیب میں مذہبی، قومی، سماجی، ثقافتی اقدار اور روایات کی پاس داری کا ہر ممکن خیال رکھا گیا ہے۔

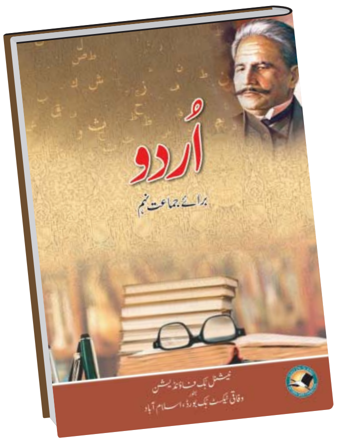


| | |
|---|---|
| کتاب: | درسی کتاب۔ اُردو برائے جماعت نہم |
| مصنفین: | ڈاکٹر خالد اقبال یاسر |
| | ڈاکٹر عبدالکریم خالد، پروفیسر امجد اقبال |
| قیمت: | 90 روپے |
| صفحات: | 112 |
| پبلشر: | نیشنل بُک فاؤنڈیشن، اسلام آباد |

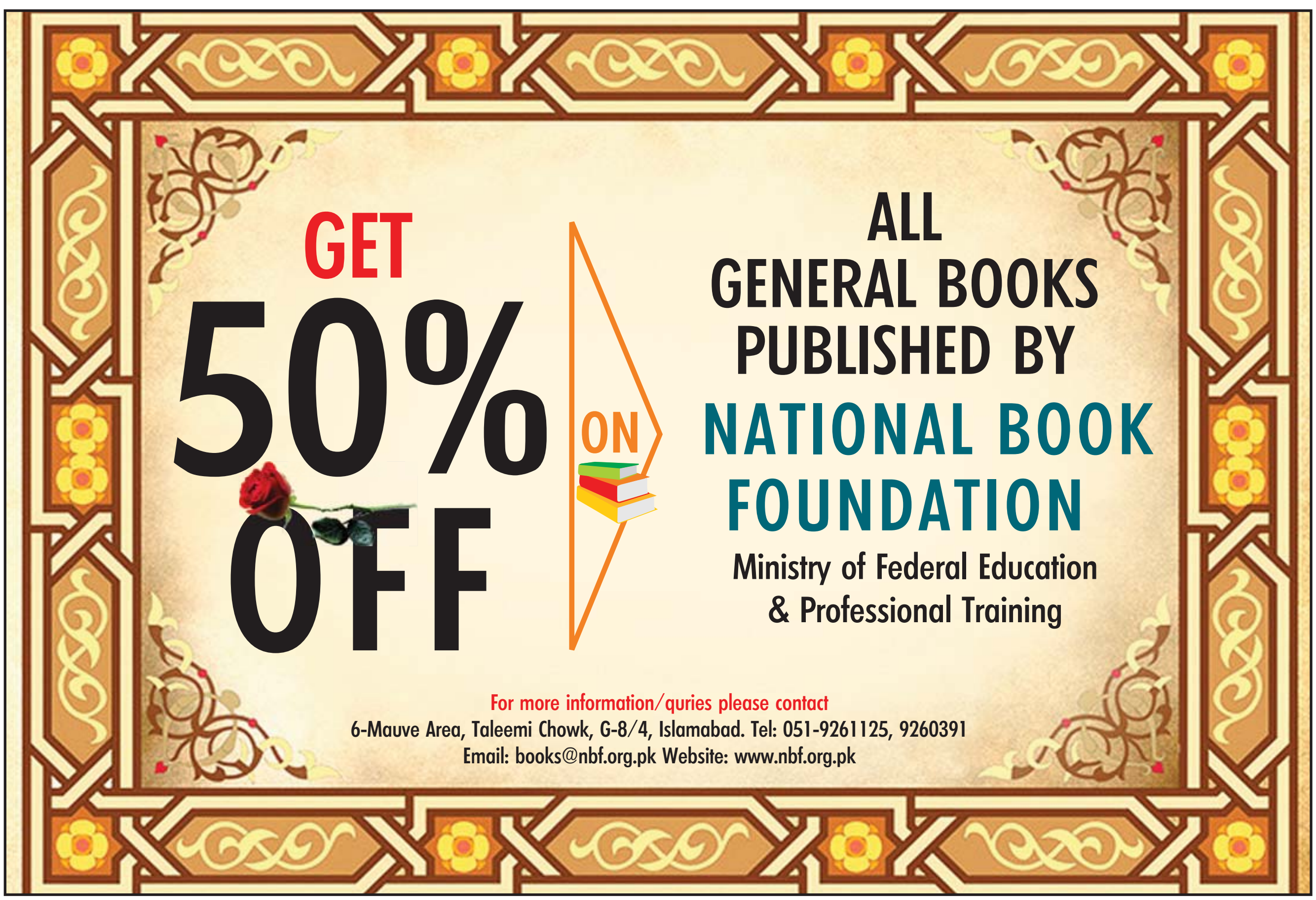

تصویر: اسکواڈرن لیڈر (ر) غلام عباس

پچھلی چند دہائیوں سے شوگر کی بیماری وباء کی طرح پھیل رہی ہے۔کوئی گھر ایسا نہیں جس میں شوگر کا مریض نہ ہو۔جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ علم ایک طاقت ہے اور انسان علم حاصل کر کے مختلف چیزوں سے فوائد حاصل کرسکتا ہے اور نقصانات سے بچ سکتا ہے تو میں

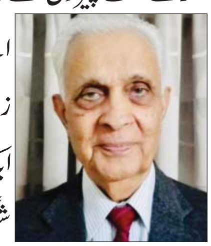

اپنے آپ کو صحت مند رکھنے کے لیے صحت سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔اس شوق کی ایک اور بڑی وجہ میری بیگم کے گردے فیل ہوجانا بھی ہے۔ شوگر کی بیماری گردے فیل ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

تبصرہ: کرنل (ر) محمد یونس بھٹی

آج سے 10 سال پہلے پاکستان میں بڑی عمر کے لوگوں میں سے تقریباً 20 فیصد لوگوں کو زندگی میں کسی نہ کسی Stage پر شوگر کی بیماری سے واسطہ پڑتا تھا مگر اب یہ بیماری 30 فیصد لوگوں کو متاثر کر رہی ہے۔اگر اس بیماری کے بارے میں عوام کو معلومات نہیں ہوں گی تو اندیشہ ہے کہ یہ بیماری مزید آبادی کو متاثر کرے گی۔ شوگر کی بیماری ایک موذی مرض ہے اور اس کو ''خاموش قاتل'' بھی کہا جاتا ہے۔یہ انسان کو خاموشی سے نقصان پہنچا رہی ہوتی ہے مگر اُس کو پتہ نہیں چلتا، کیونکہ شوگر ایک تیزابی مادہ ہے اور اگر یہ ایک مخصوص حد سے زیادہ ہوجائے تو پھر نقصان پہنچانا شروع کردیتی ہے۔شوگر کیونکہ خون کے اندر ہوتی ہے اور خون جسم کے ہر حصے میں گردش کرتا ہے تو شوگر بھی ہر جگہ جاتی ہے۔زیادہ شوگر والا خون رگوں کو Damage کرتا ہے اور رگوں میں باریک سوراخ ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔دل کی شریانوں کو شوگر کے نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے جگر کولیسٹرول زیادہ بنانا شروع کردیتا ہے۔کولیسٹرول شریانوں کے اندر چپکنا شروع کردیتا ہے اور اُس کے ساتھ خون میں موجود نمکیات اور فائبرز بھی چپکنا شروع ہوجاتے ہیں اور اِس طرح دِل کی شریانیں اندر سے تنگ ہونا شروع ہوجاتی ہیں جو کہ ہارٹ اٹیک اور ہائی بلڈ پریشر کا باعث بن جاتی ہیں۔نتیجتاً دِل کی شریانوں میں Stent ڈلوانے پڑتے ہیں یا By Pass Operation کروانا پڑتا ہے اور ساری عمر بلڈ پریشر کی دوائیاں بھی کھانی پڑتی ہیں۔

زیادہ شوگر والا خون جب گردوں کی باریک رگوں سے گزرتا ہے تو اُن کو خراب کرنا شروع کردیتا ہے اور ایک دن وہ نوبت آتی ہے کہ گردے فیل ہوجاتے ہیں۔شوگر کی وجہ سے آنکھوں کی باریک رگوں کو نقصان ہوتا ہے اور نظر کمزور ہونا شروع ہوجاتی ہے، سفید اور کالا موتیا بھی ہوسکتا ہے اور نظر مکمل ختم بھی ہوسکتی ہے۔کیونکہ خون سارے جسم میں گردش کرتا ہے تو خون میں موجود شوگر سارے جسم کو نقصان پہنچاتی ہے۔پاؤں پر زخم ہوجاتے ہیں اور قوتِ حس کی کمی کی وجہ سے پتہ بھی نہیں چلتا، زخم آسانی سے ٹھیک نہیں ہوتے اور پاؤں کاٹنے کی نوبت آجاتی ہے۔الغرض شوگر کی بیماری کو بیماریوں کی ماں کہا جاسکتا ہے۔

خون میں شوگر کو اپنی حد کے اندر رکھنا بہت ضروری ہے۔اِس مقصد کے لیے متوازن خوراک کھانا اور مشقت کرنا ضروری ہے۔اگر آپ کا کام مشقت والا نہیں ہے تو روزانہ 45 منٹ تیز چلنا ضروری ہے۔اناج یعنی گندم اور چاول سے بنی چیزوں کا استعمال زیادہ نہ کریں، میدے سے بنی چیزیں مثلاً Pizza اور برگرز نہ کھائیں، چینی کا استعمال نہ کریں یا بہت ہی کم کریں۔Cola اور Flaouered Juices بالکل نہ پیئیں تو اس طرح آپ اپنے جسم میں شوگر کی مقدار کو کنٹرول میں رکھ سکتے ہیں۔

اِس کتاب میں شوگر کی بیماری کیا ہے اور کیوں ہوتی ہے سے لے کر اِس کے علاج، حفاظتی تدابیر اور ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔یہ ایک Scientific کتاب ہے اور اِس کو سمجھ کر پڑھنے اور عمل کرنے سے شوگر کی بیماری سے محفوظ رہا جاسکتا ہے اور اگر کسی کو شوگر کی بیماری ہوچکی ہے تو وہ اس کتاب میں دی گئی ہدایات اور ڈاکٹر کے مشورے کے ساتھ اِس بیماری سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک Must Read Book ہے

| | |
|---|---|
| کتاب: | شوگر (ذیابیطس) کی بیماری علاج اور حفاظتی تدابیر |
| مصنف: | اسکواڈرن لیڈر (ر) غلام عباس |
| قیمت: | 475 روپے |
| صفحات: | 236 |
| پبلشر: | نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد |

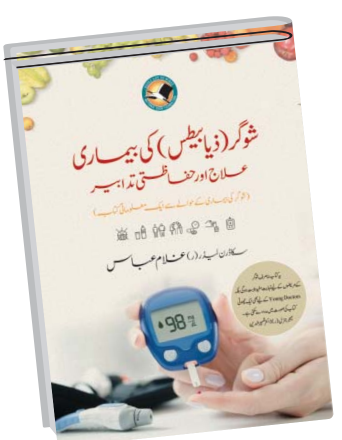

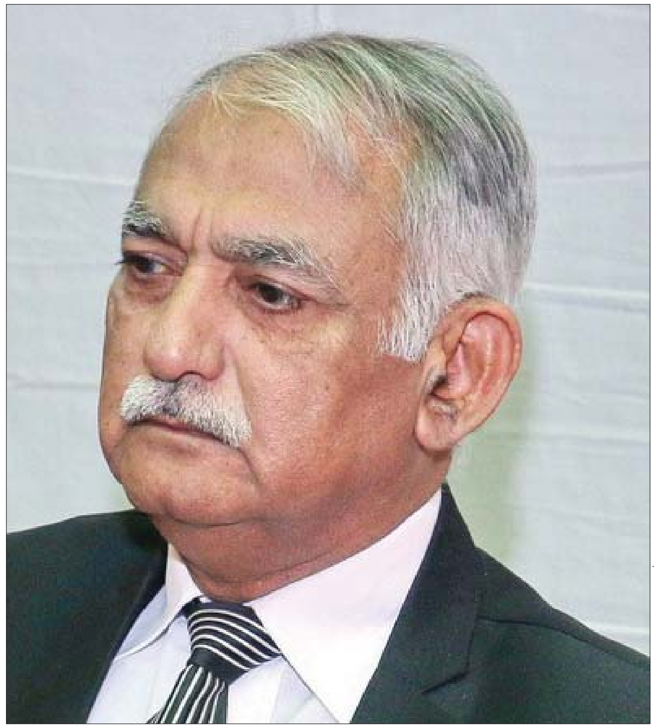

تصویر: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

# قیامِ پاکستان کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کی بیک وقت پانچ کتب منظرِ عام پر

کورونا وائرس نے ہماری زندگی کے معمولات کو درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا۔ ہلاکتوں اور بیماریوں کے خوف سے لوگ گھروں میں مقید رہے۔ علمی و ادبی تقاریب ماند پڑ گئیں۔

تبصرہ: طارق طیب

اشاعتی ادارے بھی متاثر ہوئے۔ پاکستان ادب اکادمی سرگودھا کے چیئرمین، شاعر و ادیب، اور محقق ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کا جوشِ تحریر ماند نہ پڑا۔ اُنھوں نے اس وقت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ یومِ پاکستان کے موقع پر اُن کی چھ کتابیں منصۂ شہود پر آئیں اور اب کی بار قیامِ پاکستان کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر بیک وقت پانچ کتابوں کا منظر عام پر آنا حیران کن ہے۔ اِن کتابوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

O شوکتِ اقبال: ۲۱/اپریل ۲۰۲۱ء، صفحات: ۳۶۸، قیمت: ۱۰۰۰ روپے O بالاں لئی اقبال: ۲۶/جون ۲۰۲۱ء، صفحات: ۲۰۰، قیمت: ۶۰۰ روپے O اقبالیاتی کتب مینار: ۱۵/جولائی ۲۰۲۱ء، صفحات: ۲۴۰، قیمت: ۸۰۰ روپے O قائداعظم شناسی: ۱۴/اگست ۲۰۲۱ء، صفحات: ۴۰۰، قیمت: ۱۰۰۰ روپے O وقارِ پاکستان: ۱۴/اگست ۲۰۲۱ء، صفحات: ۲۴۰، قیمت: ۱۰۰۰ روپے۔ O ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے فکر و فن پر ہزار ہا کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ اِن کتابوں کے تعارف کو یکجا کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے ۳۶۵/ اقبالیاتی کتب پر تجزیاتی انسائیکلوپیڈیا ''خورشید اقبال'' شائع کر کے اہم کتابوں کو ایک کتاب میں شامل کر دیا۔ زیرِ نظر کتاب ''شوکتِ اقبال'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں پر لکھی گئی اکتالیس کتب پر اُن کے مصنّفین کے تعارف کے ساتھ تبصرہ بھی اس کتاب کی خاص اہمیت ہے۔ شاہِ اقلیم فراست، ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی فکر انگیز کتب سے قاری بیک وقت استفادہ کر سکتا ہے۔ ''بالاں لئی اقبال'' پنجابی زبان کی ایک اہم کتاب ہے جس میں اقبال کی بچوں کے لیے تحریر کردہ اُردو نظموں کو پنجابی میں ڈھالا گیا ہے۔ بچوں کے لیے لکھی گئی ۴۳ نظموں کو پنجابی زبان میں پیش کر کے پنجاب کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کا ایک مضمون بچوں کی تعلیم و تربیت (بالاں دی پڑھائی تے سکھائی) بھی کتاب میں شامل ہے۔ بچوں کے ادب کے لیے یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کتابیاتِ اقبالؒ مرتب کرنے کا سلسلہ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے شروع کیا تھا۔ چوں کہ اقبالیاتی کتب کی اشاعت کا سلسلہ آگے بڑھ چکا ہے اس لیے اقبالیاتی کتابوں کے تعارف کے لیے نئی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ ''اقبالیاتی کتب مینار'' میں ۵۶۴ کتابوں کا حوالہ جاتی تعارف شامل کیا گیا ہے۔ اسے کتابیاتِ اقبال کا چھوٹا انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جا سکتا ہے۔ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں تحریر شدہ معروف کتب پر ڈاکٹر تبسم کی رائے اور تبصرہ کتاب ''قائداعظم شناسی'' میں شامل ہے۔ اقبال شناسی پر تو بہت سے احباب نے لاتعداد کتب تحریر کی ہیں لیکن قائداعظم شناسی پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت اور فن پر لکھی جانے والی ۵۹ کتابوں پر ڈاکٹر تبسم نے مصنف کے تعارف کے ساتھ تبصرہ کیا ہے۔ کتابوں میں شامل موضوعات کی فہرست نے بابائے قوم محمد علی جناحؒ پر تحقیق کرنے والوں کے لیے بہت آسانی پیدا کر دی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ ۲۰۲۱ء پاکستان کے قیام کی ڈائمنڈ جوبلی کا سال ہے۔ ۷۵ سال میں پاکستان نے مختلف شعبہ جات میں بہت ترقی کی ہے جس سے پاکستان کا وقار بلند ہوا ہے۔ معلوماتِ پاکستان پر ڈاکٹر تبسم کے تحریر کردہ مضامین مختلف رسائل و جرائد میں چھپتے رہے ہیں، ان تمام مضامین کو ایک کتاب میں سپردِ تحریر کر دیا گیا ہے۔ ''وقارِ پاکستان'' صرف ایک کتاب ہی نہیں بل کہ ایک آئینہ ہے جس میں آپ پاکستان کی پاک فوج، علمی و ادبی ترقی، پاکستان نمایاں خدوخال، قدرتی وسائل، پاکستان کے دفاعی اداروں، نشانِ حیدر پانے والوں اور پاکستان کے حکمرانوں کا آئینہ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ''وقارِ پاکستان'' ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ایک بہترین تحفہ ہے۔ پانچوں کتب مثال پبلشرز، فیصل آباد، پاکستان کے محمد عابد نے شائع کی ہیں۔ پاکستانیت سے بھرپور اِن کتابوں کی اشاعت ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم جذبۂ حب الوطنی کی آئینہ دار ہیں۔ علمی ادبی حلقوں نے اِن کتب کی اشاعت پر ڈاکٹر تبسم کو مبارک باد دی ہے۔

## Golden Nuggets (Quotable Quotes)

Picture: Sarfraz Shahid

### Ability

- "It is a great ability to be able to conceal one's ability."

*__Francois La Rocherfoucauld*

- "One of the true tests of leadership is the ability to recognize a problem before it becomes an emergency."

*__Jerry Gillies*

- "Time less their ability, the more their conceit."

*__Ahad HaAm*

- Great ability develops and reveals itself increasingly with every new assignment.

*__Baltasar Gracian*

- Natural ability without education has more often attained to glory and virtue than education without natural ability.

*__Cicero (106BC – 43BC)*

- Ability will never catch up with the demand for it.

*__Malcolm Forbes (1919-1990)*

### Actions

- Action without thought is like shooting without aim.

*__American Proverb*

- "Action lies louder than words"

*__Carolyn Wells*

- "The superior man is modest in his speech, but exceeds in his actions."

*__Confucious*

- "All human actions have one or more of these seven causes: chance, nature, compulsion, habit, reason, passion and desire."

*__Aristotle*

- "Men acquire a particular quality by constantly acting a particular way. We become just by performing just actions, temperate by performing temperate actions, brave by performing brave actions."

*__Aristotle*

- "Words without actions are the assassins of idealism."

*__Herbert Hoover*

- "We know what a person thinks not when he tells us what he thinks, but by his actions."

*__Isaac Bashevis Singer*

### Achievement

- The difficult is done at once, the impossible takes a little longer.

*__American Proverb*

- "Take into account that great love and great achievement involve great risk."

*__Dalai Lama*

- "Most of the important things in the world have been accomplished by people who have kept on trying when there seemed to be no help at all"

*__Dale Carnegi*

- "Death comes to all but great achievement build a monument which shall endure until the sun grows cold."

*__George Fabricius*

- "I do not want to die … until I have faithfully made the most of my talent and cultivated the seed that was placed in me until the last small twig has grown."

*__Kathe Kollwitz*

- "To achieve great things we must live as though we were never going to die."

*__Marquis de Vauvenargues*

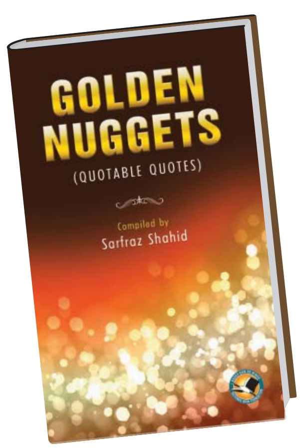


**Book:** Golden Nuggets
**Compiler:** Sarfraz Shahid
**Price:** 120 & 150
**Pages:** 136
**Publisher:** National Book Foundation

تصویر: ڈاکٹر نثار ترابی

ڈاکٹر نثار ترابی معاصر شعری ادب کا ایک معروف اور ہر دلعزیز نام ہے۔ان کی شعری کائنات شائستگی،تہذیب،جمال اور حسن ومحبت سے عبارت ہے۔ان کا تعلق محبت کے قبیل سے ہے۔وہ محبت کو زندگی سمجھتے ہیں۔

تبصرہ: ثوبیہ یاسمین

نثار ترابی کی غزلیں سمندر میں الگ تھلگ خوشنما جزیرے کا درجہ رکھتی ہیں۔انوکھا،اچھوتا انداز جس میں تمام تر رعنائی اور سحر آفرینی موجود ہے۔ان کے اشعار مصری کی وہ ڈلیاں ہیں جو کانوں میں رس گھولتی ہیں۔بحروں میں موسیقیت اور ترنم ہے۔ان کے اشعار دیکھیے:

عیداں تے شبراتاں تیرے ناں لاواں
جگمگ دن تے راتاں تیرے ناں لاواں
گزرے ہوئے ویلے تیتھوں واراں میں
بُھلیاں ہوئیاں باتاں تیر ناں لاواں
کِھڑ جاون جے پھل تے تینوں پیش کراں
پھُل،کلیاں سوغاتاں تیرے ناں لاواں

''اپنی چھاں دا سیک'' دیسی رنگوں کی گلکاریوں سے بکھری پڑی ہے۔دیسی ماحول کی پیش کشی اس انداز میں کی گئی ہے کہ قاری کے سامنے منظر زندہ ہو جاتا ہے بندہ اپنے نزدیک وہی پوچی مٹی کی مہک اور پیپل کی چھاؤں محسوس کرتا ہے جو روایتی گاؤں کا خاصا ہوتی ہے۔یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

پنڈ دیاں فجراں چیتے آئیاں
ہریاں کنکاں چیتے آئیاں
چن بدلاں دے اوہلے تکیا
وسریاں عیداں چیتے آئیاں

گھر دے سب بنیرے ڈھ گئے
پوچی مٹی لاواں کتھے

رومانیت کی رنگا رنگ تصویریں اپنی پوری تابنا کیوں کے ساتھ کلام میں ملتی ہیں۔عشق و محبت سے بھرپور اشعار طرزِ ادا میں لطافت،موسیقیت اور غنایت ہے۔زبان و بیان پر قدرت رکھتے ہیں۔عشق و محبت کی واردات کو خوب نبھاتے ہیں۔

اساں تے تینوں دل وچ رکھیا
بُھل نہ جاویں بھولیے نارے

رُت بدلن تے آئی اکھیاں ہاں کیتی
چل پئی اے پُروائی اکھیاں ہاں کیتی
نویں نرولے سفنے جاگن لگ پئے نیں
چاہنوں لڈی پائی اکھیاں ہاں کیتی

''اپنی چھاں دا سیک'' دیہات کی زندگی اور ماضی کی یادوں کو پکارنے کے لیے زندہ اور توانا آواز ہے۔نثار ترابی کے ہاں ماضی کی یادوں کا ایسا تانا بانا بُنا ہوا ہے جو ان کی زیست کے ہم جولی،پرانی یادیں،گزرے دنوں کی باتوں کا سرمایہ ہے۔

لبھیے پیپل تھاواں کتھے
شکر دوپہرے جاواں کتھے
پنڈ دا میلہ اجڑ گیا اے
سنگھنے رُکھ دیاں چھاواں کتھے

نثار ترابی حسنِ ادا کی پیچیدگیوں اور نزاکتوں کو بہ خوبی سمجھتے ہیں۔ایسے استعارات وتشبیہات کو استعمال میں لاتے ہیں جو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔نسوانی حسن اپنی تمام تر دلفریبی اور رعنائی کے ساتھ ان کی من موہنی شاعری میں موجود ہے۔

تو ہرنی دی چالاں ورگا
سوہنی تیری ٹور وے ماہی

گورے مکھ دیاں لاٹاں نوں میں کیہ کرناں
مینوں اوہدا سانولا مکھڑا دسدا نئیں

نثار ترابی اپنی غزلوں میں فطری انداز کو اس طرح نبھاتے ہیں کہ پڑھنے والا اپنے اندر جذبات کو اسی گہرائی سے محسوس کرتا ہے جس جذبے کی گہرائی سے یہ غزلیں تخلیق کی گئی ہیں۔

بدلتے وقت اور بدلتے احساسات نے ہم سے کتنا کچھ چھین لیا نثار ترابی نے کس شدت سے اسے محسوس کیا، یہ ان کی شاعری سے ظاہر ہوتا ہے۔ ذیل میں کچھ اشعار دیکھیے :

جتھے بیج کے دکھ سکھ پھولے پرکھاں نے
اوہ چھپر اوہ ڈھارے مکدے جاندے نیں
دھرتی تے مرجھاندے پئے نیں پُھل سارے
امبراں اُتے تارے مُکدے جاندے نیں

ان کی غزلوں میں ایسی خوش گفتاری، خوش سُخنی، خیالات کی رنگارنگی اور ایسا تنوع ہے جو ان کے ہم عصروں میں کم کم ہی ملتا ہے۔

سارے رنگلے موسم بابا تیرے سن
چہرہ چہرہ اج تریہایا چیتر دا

حُسن ترے دے انج لشکارے دے جاندیں نیں
لگدا اے پئے چن تے تارے جاندے نیں

چُپ چپیتے نال ترے انج ٹریا واں
جیویں دریا نال کنارے جاندے نیں

ہجر و وصال کے مضامین شعرا کے ہاں کبھی مدھم نہیں پڑے۔ نثار ترابی بھی اسی کیفیت میں کہیں مضطرب نظر آتے ہیں۔ محبوب سے جدا ہو کر بھی اس کو یاد میں زندہ رکھتے ہیں۔ محبوب کی یادوں کو دل میں بسا کر رکھنا بھی ایک طرزِ وفا ہے۔ ایسا سوز و گداز نثار ترابی کی غزلوں میں کچھ یوں ہے

سوچ دا پیکر اکھ دا محور بھلیا نئیں
اوہدے وچھڑن والا منظر بھلیا نئیں
مَیں وی اوہنوں درد بنائی رکھنا واں
اوہ وی جا کے ست سمندر بھلیا نئیں
لوں لوں دے وچ جیہڑا مستی گھول گیا
اوس نشیلی اکھ دا ساغر بھلیا نئیں

ان کی غزلوں میں فکر کی گہرائی اور فن کی پختگی نمایاں ہے۔ ایسا انوکھا اچھوتا پن ہے جیسے لگتا ہے کہ شاعری اپنے روایتی تغزل سے ہٹ رہی ہے۔

ہار کے جویں جتّی بازی
جِت کے اوویں بازی ہارے
ایہو ونڈ حیاتی والی
منزل کھوٹی پنڈے بھارے

نثار ترابی کی شاعری فکر و فن اور موضوع و اسلوب کے اعتبار سے منفرد آہنگ کی مالک ہے۔ نثار ترابی ہمہ گیر شاعر ہیں۔ کہیں معاشرے کے خود غرضانہ رویے پر تنقید بھی ہے۔ کہیں بے قدرے ساتھیوں کے رویے سے افسردہ اور غم زدہ ہیں۔ زندگی کے یہ روپ شاعر کی جذباتی کیفیت پر بڑے پُر تاثیر انداز سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

بچھواں وانگ اے نیت ایہدی سپاں ورگی فطرت
دودھ وی پی کے ڈنگدی جاوے نیچاں دی اشنائی

جیہڑا دل نوں سمجھے نہ دلداری نوں
جیون اوہدے نال گزاری جانے آں

بے قدراں وچ جیون لنگھیا
رُت کیویں بے کار نہ ہوندی

مزاج کے اعتبار سے ان کی غزلیں وسیع کینوس پر پھیلی ہوئی ہیں۔ کہیں بیٹی کو گھر کی زینت اور رونق کہا، کہیں ماں کے سایے کو وہ دیپ کہا جو گُھپ اندھیرے میں روشنی دیتا ہے۔ ماں اور بیٹی کی صورت میں عورت کے لیے سچے اور پُر خلوص جذبات کا اظہار اس طرح کیا ہے کہ فنی پختگی کے ساتھ ساتھ خوبصورتی اور ملائمت بھی نظر آتی ہے۔

پُھلاں وانگوں مہکن دھیاں رانیاں
ہسن کھیڈن وسن دھیاں رانیاں
اے رووَن تے عرش وی ہل ہل جاندے نیں
شالا کدی نہ رووَن دھیاں رانیاں
ایہناں نال ای منظر سب حیاتی دے
اکھاں دا نیں چانن دھیاں رانیاں

چانن چانن سانجھ سویرے اپنی ماں دا سایہ
کردا جاوے دور ہنیرے اپنی ماں دا سایہ
ایہدے نال ای ٹھنڈک ساری مارو تھل دے اندر
رہوے ہمیشہ سر تے میرے اپنی ماں دا سایہ

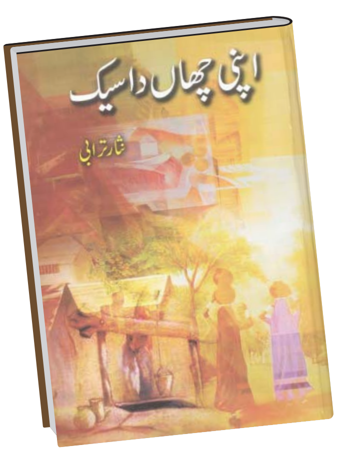

کتاب: اپنی چھاں دا سیک
شاعر: نثار ترابی
قیمت: 300 روپے
صفحات: 144
پبلشر: سیوا پبلی کیشنز، لاہور

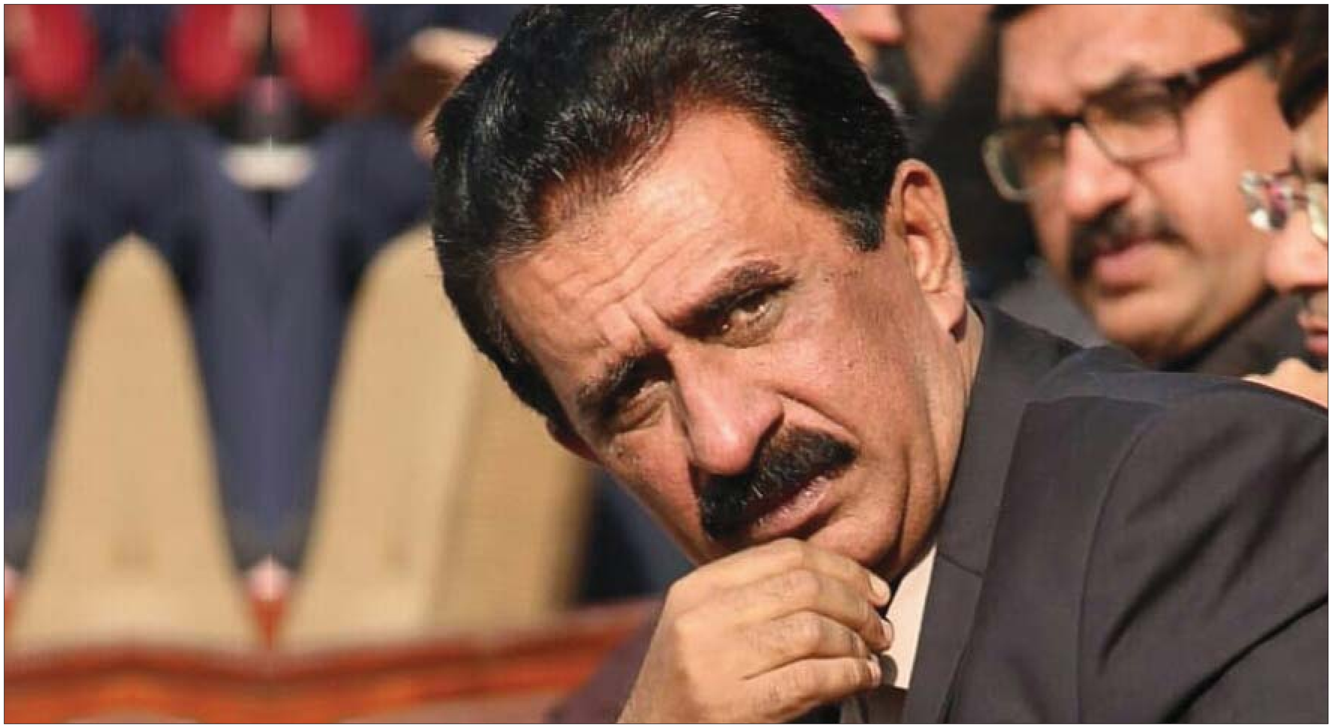

تصویر: ڈاکٹر بدر منیر

# نیشنل بک فاؤنڈیشن کے لکھاری ڈاکٹر بدر منیر الدین

مضمون نگار: ڈاکٹر سکندر حیات میکن

ملک پاکستان میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کا وجود کتاب اور کاغذ کی مہک سے قارئین کو جوڑنے کا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کی ملک بھر میں نظیر نہیں ملتی۔ معیاری اور متنوع موضوعات پر سستی ترین کتب کی اشاعت اس ادارے کا خصوصی اعزاز ہے ۔ اس ادارے نے تقریباً 48 برسوں کے سفر میں کتاب کے ذریعے امن، انقلاب، شخصیت سازی اور قومی یگانگت کو فروغ بخشا ہے۔ مفید، معیاری اور کم قیمت کتابوں کی ترسیل کا ایک اہم ذریعہ ''ریڈرز بک کلب'' ایسی علمی و ادبی خدمت ہے جس سے ہزاروں، لاکھوں قارئین مستفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر سال قومی یوم کتاب کا سلسلہ بھی شاندار ہے جو کتاب سے قربت اور اہمیت کا ایک عمدہ پیام ہے۔ یہ ادارہ ایک تسلسل سے اہم اور تمام موضوعات پر مفید کتب کی فراہمی میں نمایاں کام انجام دے رہا ہے۔ کتب کی اشاعت، ترسیل اور بیداریٔ شعور اس ادارے کا اوّلین مقصد ہے جو کتاب ہی کے ذریعے ممکن ہے اور نیشنل بک فاؤنڈیشن اپنے اس مشن پر پوری طرح گامزن ہے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن سے ہزاروں لکھاری وابستہ ہیں اور اس ادارے نے ان کی تحاریر کو مزید نکھار اور وقار اشاعت کی صورت میں بخشا ہے۔ انھی لکھاریوں میں ایک اہم نام ڈاکٹر بدر منیر الدین کا ہے۔ ڈاکٹر بدر منیر کا تعلق خوشاب کی مردم خیز دھرتی سے ہے۔ وہ یکم ستمبر 1964ء کو وادیٔ سون کے ایک گاؤں کھوڑہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جوہر آباد سے حاصل کی اور ایف اے، بی اے کی تعلیم ایف جی سرسید کالج راولپنڈی سے پائی۔ سرسید کالج نے ان کی زندگی میں ادبی وقار اور نکھار کو تقویت دی اور ڈاکٹر رشید امجد کی شاگردی میں ڈاکٹر بدر منیر علمی و ادبی ترقی کے زینے طے کرنے لگا۔ سرسید کالج راولپنڈی میں انھوں نے سنجیدہ و مزاحیہ شاعری میں خود کو نکھارا۔ 1987ء میں بدر منیر نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے اُردو کیا اور انھیں ''راوی'' کا ایڈیٹر ہونے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ بعد ازاں رقعات عبدالحق (مولوی عبدالحق کے ۴۲۳ خطوط کی تدوین) کے عنوان پر مقالہ لکھ کر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل اُردو کی ڈگری حاصل کی۔ اسی طرح ''اُردو تنقیدی حالی شناسی'' کے عنوان پر ڈاکٹر اختر شمار کی نگرانی میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی اردو کی تعلیم مکمل کی۔ (1997ء)

ڈاکٹر بدر منیر کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے۔ علمی و ادبی حوالے سے دیکھا جائے تو وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ دسمبر 1989ء میں گورنمنٹ کالج جوہر آباد میں ان کا تقرر بطور لیکچرر اُردو ہوا۔ ڈاکٹر بدر منیر نے اپنے علاقے سے وفا کو پوری طرح نبھایا اور ترقی کی دوڑ میں بھاگنے کی بجائے اسی ادارے سے منسلک رہنے کا عزم قائم رکھا۔ اس دوران میں وہ اسسٹنٹ پروفیسر اور آج کل ایسوسی ایٹ پروفیسر اُردو کی حیثیت سے امور انجام دے رہے ہیں۔

پاکستان ٹیلی ویژن کے مزاحیہ و سنجیدہ مشاعروں میں ان کی شرکت اس بات کی واضح دلیل ہے۔ ظریفانہ شاعری آج ان کا معتبر ترین حوالہ ہے۔ اُردو شاعری میں مزاح کی روایت ان کے بغیر مکمل نہیں ہو پاتی۔ اسی طرح سنجیدہ شاعری میں بھی انھوں نے کمال

حاصل کیا ہے اور ان کے تین شعری مجموعے ''مجھے پلکیں جھپکنے دو'' (2000ء)، ''زرخزاں'' (2012ء) اور ''مٹھی بھر جگنو'' قارئین سے داد وصول کر چکے ہیں۔ اسی طرح ظریفانہ شاعری میں ''انار دانے'' (2006ء)، ''خندۂ بازار'' (2014ء) اور ''خندۂ نواز'' (2021ء) کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ہے۔

خوشاب کی ادبی تاریخ کے حوالے سے بھی ڈاکٹر بدر منیر کی خدمات (دیدۂ خوشاب) اپنی جگہ اہم ہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جوہر آباد سے شائع ہونے والے کالج میگزین ''جوہر'' کے نو شماروں کی اشاعت بھی ان کی محنت و لگن کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ ترتیب و تدوین، تحقیق اور پنجابی شاعری بھی ان کے خاص میدان ہیں جن میں انھوں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر بدر منیر کی تحقیقی، تدوینی اور شاعرانہ خدمات پر مختلف جامعات میں چھ تحقیقی مقالے لکھے جا چکے ہیں۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کے تحت ڈاکٹر بدر منیر الدین کی شائع ہونے والی کتب کا مختصراً الگ الگ جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کے تحت ڈاکٹر بدر منیر الدین کی شائع ہونے والی ابتدائی کاوش ''خندۂ شاداب'' ہے جو 2016ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ ڈاکٹر بدر منیر نے اپنی اس مرتبہ کاوش میں غیر روایتی انداز میں طنزیہ و مزاحیہ اشعار کا انتخاب پیش کیا ہے تاکہ بیت بازی کی ضرورت بھی پوری ہو سکے۔ اُردو ادب میں بیت بازی کے حوالے سے یہ پہلا طنزیہ و مزاحیہ اشعار پر مبنی مجموعہ ہے۔ یہ طنزیہ و مزاحیہ اشعار پر مبنی ایک گلدستہ ہے جس میں خوبصورت ادبی ذوق کو بروئے کار لاتے ہوئے ڈاکٹر بدر منیر نے تمام قرینوں کو مدنظر رکھا ہے۔ انھوں نے اس میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے اشعار کا انتخاب کیا ہے۔

''منتخب کلام جگر مراد آبادی'' نیشنل بک فاؤنڈیشن کے تحت شائع ہونے والی ڈاکٹر بدر منیر الدین کی دوسری اہم تدوینی و ترتیبی کاوش ہے۔ یہ منتخب کلام 2016ء میں شائع ہوا۔ انتخاب ہمیشہ انتخاب کار کے ذوق اور قرینے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جگر مراد آبادی کے چند انتخابات چھپ چکے ہیں مگر خونِ جگر صرف کرنے کا جو نرالہ انداز بدر منیر نے اپنایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ زیرِ نظر انتخاب میں بدر منیر نے ایک طرح سے جگر مراد آبادی کو خاص انداز میں دریافت کرنے کی بھی سعی کی ہے۔ انھوں نے جگر کی زندگی کا احوال بڑے معروضی انداز میں پیش کیا ہے۔

''ظریفانہ نثر کے عناصرِ خمسہ'' ڈاکٹر بدر منیر کی تدوینی و ترتیبی خدمات میں سے ایک اہم کارنامہ ہے۔ یہ کتاب 2019ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے شائع ہوئی۔ سب سے بڑی بات کہ یہ اصطلاح ''ظریفانہ نثر کے عناصرِ خمسہ'' خود بدر منیر کی وضع کردہ ہے۔ وہ خود بھی مزاح نگار ہیں اسی لیے زیرِ بحث مرتّبہ کاوش میں اُردو کے پانچ عظیم مزاح نگاروں (فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، ابن انشاء، مشتاق احمد یوسفی) کو شامل کیا ہے۔ زیرِ نظر تصنیف میں ان پانچ عظیم مزاح نگاروں کے مختصر حالاتِ زندگی اور مزاح نگار کے بارے میں نامور نقادوں کے مضامین پیش کیے گئے ہیں۔ اسی طرح مشاہیر کی آرا کو بھی شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر بدر منیر الدین کا معتبر حوالہ ''بیسویں صدی کا شعری ادب'' ہے۔ یہ کتاب پہلی بار 1988ء میں شائع ہوئی۔ بعدازاں 2019ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے تزئین و آرائش اور خوب صورت ترتیب و تہذیب کے ساتھ شائع ہوئی۔ تازہ ایڈیشن میں مرتب نے اپنے حسنِ انتخاب کے بل بوتے پر ترامیم اور اضافے بھی کیے ہیں مثلاً تازہ ایڈیشن میں بیسویں صدی کے چار نمایاں شعرا منیر نیازی، احمد فراز، جون ایلیا اور ظفر اقبال کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں بیسویں صدی کے سترہ اہم شعرا (مولانا ظفر علی خان، حسرت موہانی، اصغر گونڈوی، مرزا یگانہ، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی، میرا جی، جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، ن م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی) پر تین تین مضامین شامل کیے ہیں۔

''زبانِ زدِ عام مصرعے اور اشعار'' ڈاکٹر بدر منیر کی یہ کاوش نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے 2020ء میں شائع ہوئی۔ بدر منیر کا یہ ایک یونیک آئیڈیا تھا جو پہلی بار قارئین کو نیشنل بک فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے نظر نواز ہوا۔ اس کتاب میں شعر کو اس صورت میں ترتیب دیا گیا ہے کہ اگر ایک مصرع زبان زدِ عام قاری کو یاد ہے تو مصرع ثانی اسے آسانی کے ساتھ مل جائے گا۔ اس سے قبل کسی انتخاب میں یہ صورت موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر بدر منیر نے اس کتاب ''زبان زد عام مصرعے اور اشعار'' میں مقبول مصرعوں کو ''الف بائی'' ترتیب سے پیش کیا ہے۔۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کے ادب دوست اشاعتی ادارے سے ڈاکٹر بدر منیر کی آخر میں شائع ہونے والی کاوش کا عنوان ''بہتر نشتر'' ہے۔ اس کتاب کا محرک بدر منیر کے ذہن مین میر تقی میر کے ''بہتر نشتر'' کی بدولت آیا۔ میر تقی میر کے ''بہتر نشتر'' کی اصطلاح سے بدر منیر نے سوچا کیوں نہ قدیم و جدید شعرا کے کلام سے ''بہتر نشتر'' تلاش کیے جائیں۔ یوں بدر منیر نے سترہ شعرا (میر تقی میر، غالب، داغ دہلوی، علامہ اقبال، اکبرالہ آبادی، فراق گورکھپوری، جگر مراد آبادی، فیض احمد فیض، عبدالحمید عدم، سید ضمیر جعفری، ناصر کاظمی، احمد فراز، جون ایلیا، شکیب جلالی، جمال احسانی، پروین شاکر اور انعام الحق جاوید کے کلام سے اپنے شعری ذوق کے مطابق ''بہتر نشتر'' اشعار منتخب کیے ہیں۔ یہ کام مشکل تھا مگر ان کے عمیق مطالعے اور غیر معمولی شعری مذاق نے یہ ممکن بنا دیا۔ انھوں نے سترہ شعرا کے کلام میں غوطہ زن ہو کر بہتر شعر نکالے ہیں یہ انتخاب ان کے اپنے ذوق کا مظہر ہے جو ایک اچھوتا خیال تھا۔ آخر میں اُردو شاعری کے وسیع سمندر سے بھی بہتر شعر پیش کیے ہیں۔ یوں یہ ڈاکٹر بدر منیر کی خود ذوقی جگ ذوقی بن گئی ہے۔

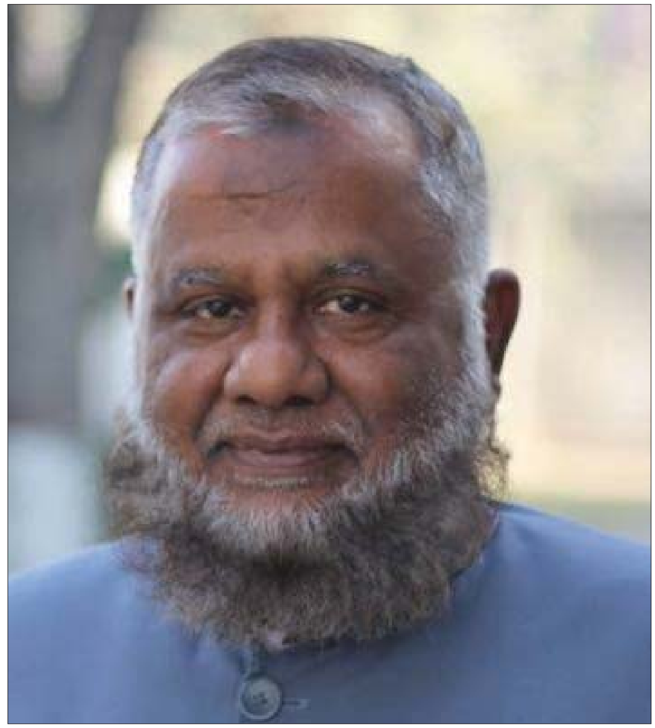

تصویر: ڈاکٹر آصف محمود جاہ

## ادویات کے مضر اثرات سے کیا مراد ہے؟

مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے استعمال ہونے والی ایلو پیتھک ادویات اس صدی کی بہت بڑی دریافت ہیں۔ اگر چہ یہ ادویات جلدی اثر کر کے صحت بخشتی ہیں لیکن بیماری کو ختم کرتے کرتے کچھ ایسے اثرات بھی چھوڑ سکتی ہیں جن کا بیماری کے علاج سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان اضافی اور غیر ضروری اثرات کو مضر اثرات (Side Effects) کہتے ہیں۔

عام طور پر مضر اثرات ادویات کے کیمیائی اثر سے ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر ادویات ایسی ہیں جن کے اثرات معمولی نوعیت کی تکلیف کا سبب بنتے ہیں لیکن بعض دفعہ کوئی ایک مضر اثر خطرناک حد تک پہنچ جاتا ہے اور اگر بروقت اس کا تدارک نہ کیا جائے تو موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ کسی دوا کے تمام کے تمام مضر اثرات ایک ہی مریض میں ظاہر نہیں ہوتے۔ کچھ مریضوں میں ایک طرح کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں تو دوسرے مریضوں میں دوسری طرح کے۔ بعض مریضوں میں ایسے مضر اثرات سرے سے نمودار ہی نہیں ہوتے۔ ان اثرات کے ظاہر ہونے کی الگ الگ وجوہات ہوتی ہیں جو مریض کی جنس، عمر، وزن، خوراک، دوا کی مقدار اور بیماری کی نوعیت پر منحصر ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ دوا کی مقررہ مقدار سے زیادہ خوراک لینے سے بھی مضر اثرات ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر دوا کے ساتھ کھانے پینے کے بارے میں بتائی گئی ہدایات پر عمل نہ کیا جائے تو بھی مضر اثرات ہو سکتے ہیں۔

آپ جب بھی کوئی دوا اکیلی یا دوسری ادویات کے ساتھ استعمال کر رہے ہوں تو ڈاکٹر سے ان کے ممکنہ مضر اثرات اور احتیاط کے بارے میں ضرور پوچھ لیں۔ بعض اوقات صرف دوا کی خوراک بدلنے یا اس کو کھانے کے ساتھ لینے سے بھی مضر اثرات سے بچا جا سکتا ہے؛ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر ڈاکٹر کسی اور طریقے سے ان اثرات کو ختم یا کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

## عام معلومات

سات حفاظتی تدابیر

-1 دوا ہمیشہ ڈاکٹر کے مشورہ سے لیں، نسخے کے مطابق استعمال کریں اور ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کریں۔

-2 دوا لیتے وقت ڈاکٹر سے اس کے ممکنہ مضر اثرات کے بارے میں ضرور پوچھ لیں تاکہ آپ کو غیر ضروری پریشانی نہ ہو۔ عام طور پر ادویات کی پیکنگ کے اوپر یا اس کے اندر ایک کاغذ پر اس طرح کے مضر اثرات کی تفصیل اور دوسری معلومات لکھی ہوتی ہیں۔

-3 یاد رکھیں اگر آپ حاملہ ہیں، ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس (شوگر) یا کسی اور پرانی بیماری کی مریضہ ہیں تو کوئی دوا کھانے سے پہلے ڈاکٹر سے مشورہ کر لیں۔

-4 اگر آپ کو کسی دوا سے الرجی ہے تو ڈاکٹر کو ضرور بتائیں۔

-5 اگر دوا لیتے وقت یا اس کے فوراً بعد آپ کی طبیعت خراب ہونے لگے تو مزید دوا نہ لیں اور ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

-6 مختلف ادویات کو آپس میں نہ ملائیں۔ اگر آپ ایک سے زیادہ ادویات استعمال کر رہے ہوں، چاہے وہ اسپرین (Aspirin) یا تیزابیت دور کرنے والی دوا (Antacid) ہی کیوں نہ ہو، ڈاکٹر کو اس کے بارے میں بھی ضرور بتائیں۔ دواؤں کو الکحل کے ساتھ کبھی استعمال نہ کریں۔

-7 دوا کو ڈاکٹر کی تجویز کردہ مدت تک کھائیں۔ اپنی مرضی سے اس مدت میں کمی بیشی نہ کریں۔

## بچوں کے لیے ادویات کا استعمال

بچوں کے معاملے میں ادویات کے استعمال میں اور بھی زیادہ توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑوں کے برعکس، مختلف عمر کے بچوں کے لیے دوا کی خوراک مختلف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی ادویات جو بڑوں کے لیے فائدہ مند ہوتی ہیں، بچوں کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اسپرین (Aspirin) کا استعمال بچوں میں جگر کی بیماریوں اور دماغی امراض کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے بچوں کو اسپرین کبھی نہ دیں۔ اسی طرح 10 سال سے کم عمر کے بچوں کو اگر ٹیٹرا سائیکلین (Tetracycline) دی جائے تو ان کے دانت پیلے ہو جاتے ہیں اور ان کی ہڈیوں کی نشوونما بھی رک جاتی ہے۔ بچوں کو دوا دیتے وقت نیچے دی گئی باتوں کا خیال رکھیں:

- تمام ادویات کو ہمیشہ بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔

- ❖ دوا ہمیشہ ڈاکٹر کی تجویز کردہ خوراک و مقدار کے مطابق دیں۔
- ❖ بچوں کو دوا ہمیشہ اپنی موجودگی میں دیں ورنہ وہ زیادہ مقدار میں خوراک لے سکتے ہیں۔
- ❖ بچوں کو میٹھی یا شوخ رنگوں والی دوا کبھی بھی مٹھائی یا جوس کہہ کر نہ پلائیں بلکہ دوا ہی بتا کر دیں۔

## اسہال یا ڈائریا (Diarrhoea) میں ادویات کا استعمال

جب دن میں تین یا تین سے زیادہ پتلے پاخانے آئیں تو اسے اسہال یا ڈائریا (Diarrhoea) کہتے ہیں۔ ہر سال بہت سے بچے ڈائریا کے نتیجے میں جسم میں پانی اور نمکیات کے ساتھ ساتھ غذائیت کی کمی سے مر جاتے ہیں۔

اچانک ہونے والا ڈائریا تو چند دنوں میں ہی ختم ہو جاتا ہے اس لیے ڈائریا روکنے والی مختلف ادویات اور اینٹی بائیوٹکس (Antibiotics) لینے کا بالکل کوئی فائدہ نہیں۔ تحقیق سے بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ ڈائریا میں ادویات کا استعمال بالکل غیر ضروری ہے بلکہ ڈائریا روکنے والی ایک مشہور دوا سے کئی بچوں کی اموات بھی واقع ہوئیں۔ اس صورت میں ادویات استعمال کرنے سے پیسے ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ مریض کو نقصان پہنچنے کا بھی امکان ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی انفیکشن کی وجہ سے ڈائریا ہو تو پھر اس انفیکشن کے علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔

اچانک ہونے والے ڈائریا کے زیادہ تر مریضوں کو کافی مقدار میں جوس، نمکول (ORS)، پانی اور سوپ وغیرہ دینا فائدہ مند ہے۔ صرف چند مریض ایسے ہوتے ہیں جن کو پانی اور نمکیات کی شدید کمی اور نہ رُکنے والی بہت زیادہ قے کی صورت میں ہسپتال داخل کرانے کی اشد ضرورت ہوتی ہے، جہاں ان کے جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی کو ڈرپ کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔

جب آپ کے بچے کو ڈائریا ہو جائے تو اسے پینے والی چیزیں زیادہ دیں۔ دودھ پلانا جاری رکھیں اور اسے ابلا ہوا پانی، نمکول (ORS) اور ہلکی غذا دیں۔ ڈائریا کے ذریعے جو پانی خارج ہو رہا ہے اس سے زیادہ بچے کو منہ کے ذریعے دینا چاہیے۔ اگر پانی اور نمکیات کی کمی پوری ہوتی رہے تو پھر ڈائریا سے کسی قسم کے فوری نقصان کا خطرہ نہیں رہ جاتا۔

## حمل کے دوران ادویات کا استعمال

حمل کے دوران کسی بھی مرحلے پر ادویات استعمال کرنے سے ہونے والے بچے پر ان کے نقصان دہ اثرات پڑ سکتے ہیں۔ آسانی کے لیے حمل کی مدت کو 3 برابر مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

- ❖ پہلی سہ ماہی : پہلے تین ماہ
- ❖ دوسری سہ ماہی : چوتھے ماہ سے چھٹے ماہ تک
- ❖ تیسری سہ ماہی : ساتویں ماہ سے نویں ماہ تک

پہلی سہ ماہی کے دوران ادویات کا استعمال بچوں میں کوئی پیدائشی نقص پیدا کر سکتا ہے۔ حمل کے شروع کے 3 سے 11 ہفتوں کے دوران بچے کو نقصان پہنچنے کا سب سے زیادہ خطرہ ہے۔ دوسری اور تیسری سہ ماہی کے دوران دواؤں کے استعمال سے بچے کی نشوونما رک سکتی ہے یا پھر اس کے جسم پر ادویات کے زہریلے اثرات ظاہر ہو سکتے ہیں۔ حمل کے آخری دنوں یا زچگی کے دوران لی گئی ادویات کا مضر اثر بچے پر پیدائش کے بعد بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ حمل کے دوران صرف اسی صورت میں دوا استعمال کریں جب آپ کو پورا یقین ہو جائے کہ اس سے ماں یا بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر ممکن ہو تو پہلی سہ ماہی کے دوران کسی قسم کی دوا استعمال نہ کریں۔

## رضاعت (Lactation) کے دوران ادویات کا استعمال

رضاعت وہ مدت ہے جس کے دوران ایک ماں بچے کو اپنا دودھ پلاتی ہے۔

دودھ پلانے والی ماؤں کو ادویات استعمال کرنے کے معاملے میں بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے کیوں کہ بہت سی ادویات ماں کے دودھ میں شامل ہو کر بچے کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

اگر ماں کے لیے دوا استعمال کرنا لازمی ہو اور دوا بھی کسی حد تک محفوظ ہو تو اسے دودھ پلانے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد اور دوبارہ دودھ پلانے سے تین گھنٹے پہلے استعمال کرنا چاہیے۔

ایسی ادویات جن کے دودھ پینے والے بچوں پر ہونے والے اثرات کے بارے میں تحقیق مکمل نہیں ہوئی انھیں استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ آپ کو یہ مشورہ ڈاکٹر ہی دے سکتا ہے، اس لیے کوئی بھی دوا استعمال کرنے سے پہلے اپنے ڈاکٹر سے مشورہ بے حد ضروری ہے۔ ماں کے دودھ کے ذریعے بچے پر اثر انداز ہونے والی چند مشہور ادویات میں کلورم فینی کال (Chloramphenicol) ڈائزی پام (Diazepam)، مارفین (Morphine)، ایسٹروجن (Oestrogen) وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(بقیہ آئندہ شمارے میں)

کتاب: دوا، غذا اور شفاء
مصنف: ڈاکٹر آصف محمود جاہ
قیمت: 410 روپے
صفحات: 310
پبلشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

Do these books reflect my yearnings, my desires, my dreams, my aspirations and even my fears? Yes they do. These have stayed in my life long after and changed my thoughts, my ideas, and the color of my mind. “I am the mate and companion of people all as immortal and fathomless as myself.”(Walt Whiteman). “In my mind echoes the suggestiveness of words heard in dreams, of words spoken in nightmares. It is impossible to convey the life-sensation of any given epoch of one's existence- that which makes its truth, its meaning-its subtle and penetrating essence. It is impossible. We live, as we dream - alone,” (Joseph Conrad - Heart of Darkness).

“Sometimes our light goes out, but is blown again into flame by an encounter with another human being. Each of us owes the deepest thanks to those, who have rekindled this inner light."(Albert Schweitzer) “Do I contradict myself? Very well, then I contradict myself, I am large, I contain multitudes. I discover myself on the verge of a usual mistake. I am the hounded slave; I wince at the bite of the dogs. Hell and despair are upon me. I fall on the weeds and stones. I do not ask the wounded person how he feels; I myself become the wounded person. My hurts turn livid upon me, as I lean on a cane and observe. I CELEBRATE myself, and sing myself, and what I assume, you shall assume, for every atom belonging to me as good belongs to you. The smoke of my own breath, echoes, ripples, buzz'd whispers, love-root, silk-thread, crotch and vine, my respiration and inspiration, the beating of my heart, the passing of blood and air through my lungs, the sniff of green leaves and dry leaves and of the shore and dark-color'd sea-rocks and of hay in the barn”. (Walt Whitman - Song of Myself).

Have I Erred or Faltered in Life?

Have I erred or faltered in life? Yes I have erred and faltered time and again, often viciously, but as Gandhi says, “I claim to be a simple individual liable to err like any other fellow mortal. I own, however, that I have humility enough to confess my errors and to retrace my steps.” Have I changed for the better? I can't say, but in all the various encounters and happenings; I recall the pages of these books to show me light. Alan Bennett says,

“The best moments in reading are when you come across something – a thought, a feeling, and a way of looking at things – which you had thought special and particular to you. And now, here it is, set down by someone else, a person you have never met, someone even who is long dead. And it is as if a hand has come out, and taken yours.”

I Can only Point out Fair Features from a Distance

I know I can never aspire to be a man of sublime genius like Plato, who took a view of everything from a lofty rock, or sing a song of myself like Walt Whitman, but I can stand upon its borders and point out its fair features from a distance. Have I learned knowledge like a sinking star, knowledge, which doesn't stir the spirit to seek more knowledge? (Experience, Wisdom). Whether, I have chewed or digested the books,I have read or selected? I am not sure, all I know is that some books. some speeches, some verses, some stories have left deep imprints on my mind, and I have never been able to get out of their mesmerizing effects, ever since I read these. 'I have learned to think better, to be a more discriminating and reflective person, having internalized their contents.' And as Wordsworth says,

“For oft, when on my couch I lie,
In vacant or in pensive mood,
They flash upon that inward eye,
Which is the bliss of solitude;
And then my heart with pleasure fills,
And dances with the daffodils!”

*(To be continued)*

**Book:** Books that Changed My Life
**Author:** Maj. Gen. (R) Muhammad Tahir
**Price:** 920/-
**Pages:** 478
**Publisher:** National Book Foundation

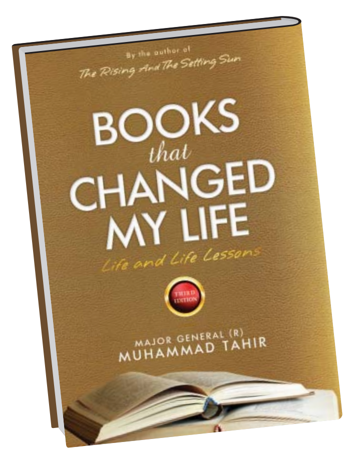

Picture: Maj Gen ® Muhammad Tahir

## Why Read Books

I am a part of all I have met,
Yet all the experiences is an arch where through;
Gleams that unraveled world, whose margin,
Fades, forever and forever, when I move,
How dull it is to pause to, make an end,
To rust un burnished, not to shine in use,
As though to breathe were life, life piled on life,
Were all too little, and of one to me,
Little remains, but every hour is saved,
From that eternal silence, something more,
A bringer of new things, and vile if it were,
For some three suns to board and hoard myself,
And this grey spirit yearning in desire,
To follow knowledge like a rising star,
Beyond the utmost bound of human thought
Lord Tennyson - Ulysses

Ulysses says," I am part of all I have met." What does it really mean? It means that the environments that shaped me, the experiences that molded me, the people I interacted with and everything that I have come across, or will come across is part of my legacy. I also feel that every event has shaped me, every moment that I lived, and every book that I have read has played a part in my life. I own my fantasies, my dreams, my hopes, my challenges, my fears, my triumphs and also my bitter failures and mistakes. I own me and therefore I am what I am. "Am I then really, all that which other men tell of? Or am I only what I myself know of myself." (Bonheoffer - Who am I?) The road in front of me is unending and I move on, and the unraveled world gleams forever and forever, when I move. I accept that it is natural that our experiences shape us and we in turn shape the world around us. Will Durant writes, " The present is merely the past rolled up and concentrated in this second of time. You, too, are your past; often your face is your autobiography; you are what you are, because of what you have been; because of your heredity stretching back into forgotten generations; because of every element of environment that has affected you, every man or woman that has met you, every book that you have read, every experience that you have had; all these are accumulated in your memory, your body, your character, your soul."

Life Must Never Lose Its Relevance

Joseph Conrad in Heart of Darkness says, "The mind of man is capable of anything – because everything is in it, all the past as well as all the future. What was there after all, joy, fear, sorrow, devotion, valor, rage – who can tell? But truth – truth stripped of its cloak of time." Life is a gift of God, it must therefore never lose its relevance, its meaning, till the very end, as Ulysses says, "How dull it is to pause and make an end." I also expect to pass through the world, but once, so any good that I can do, or any light that I can show, let me do it now. Let me not neglect it or defer it, for I may not pass this way again. Edward Everett Hale, in 'Ten Times one is Ten,' says,

"I am only one, but I am still one, I cannot do everything, but still I can do something, and because I cannot do everything, I will not refuse to do the something that I can do."

Why Not Shine in Use?

In the twilight years of my life, I know the shadows are lengthening over me and the time for me to 'rust un burnished', has come, so the inspiration of why not 'shine in use.' I agree with Tennyson that 'breathing only is not life,' so life must never lose its meaning, its substance, its relevance. "I could sing a song," says Nietzsche, "and I will sing it, although I am alone in this empty house and can sing it for my ears only." Why I have selected some books, as Kierkegaard says, "to find a truth, which is true for me, to find an idea, for which I can live and die." "All I have learned about life is, what I have learned from books," says Sartre. The reading of all good books is like conversation with all the great minds of the past. Bacon says, "Some books are to be tasted, others to be swallowed and some to be chewed and digested."

Do these Books Reflect my Yearnings?

تصویر بشکریہ ٹائمز

## بچپن

میں کئی برس تک کینیا کے شمالی قبائلی صُوبے میں سکونت پذیر رہی، جہاں نیم خشک جھاڑیوں کے سلسلے پھیلے ہُوئے ہیں، یہ علاقہ کینیا کے پہاڑوں سے ہوتا ہُوا حبشہ کی سرحدوں تک جا پہنچتا ہے اور بیس ہزار اور کچھ سو مربع میل گھیرے ہُوئے ہے۔

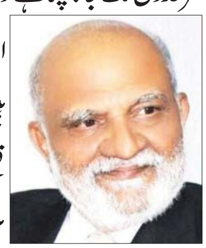

مترجم: محمود شام

افریقہ کے اس خطے تک تہذیب وتمدن کے اثرات بہت کم پہنچے ہیں، یہاں مستقل آبادی نہیں ہے اور یہاں کے رہنے والے قبیلے قریباً اپنے آباء واجداد کی طرح ہی زندگی بسر کرتے ہیں، ہر لحاظ سے یہاں جنگلی طرزِ حیات حاوی ہے۔

میرا شوہر جارج اس وسیع علاقے کا سینئر گیم وارڈن ہے اور ہمارا گھر صوبے کی جنوبی سرحد پر ایک شہر ''آئسیولو'' کے نزدیک ہے۔ آئیسولو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، جہاں تیس ایک سفید فام خاندان آباد ہیں، یہ سب ہی حکومت کے آفیسر ہیں اور علاقے کے انتظام کے لیے مامور ہیں۔

جارج کی بہت سی ذمے داریاں ہیں مثلاً شکار کے قوانین کا نفاذ، ناجائز شکار کی بندش اور ایسے خطرناک جانوروں سے نپٹنا جن سے قبائلی بھی پریشان ہو چکے ہوں۔ اپنے فرائض کی ادائیگی میں اسے طویل سفر کرنا پڑتے ہیں۔ ایسے سفر کو ہم ''سفری'' کہتے ہیں۔ جب کبھی ممکن ہوتو میں بھی ایسے موقعوں پر اُس کے ساتھ ہو لیتی ہُوں، اور اس طرح مجھے اس سرزمین سے روشناس ہونے کا موقع ملتا ہے، جو سراسر سروحشی ہے اور جسے ابھی انسانی ثقافت نے نہیں چُھوا اور جہاں فطری قوانین ہی جاری ہیں۔

اس کہانی کا آغاز ایک ایسے ہی سفر سے ہوتا ہے۔ ایک مردم خور شیر نے بورن قبیلے کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا تھا۔ جارج کو اطلاع پہنچی کہ یہ درندہ دو شیرنیوں کے ساتھ کسی قریبی پہاڑی پر رہتا ہے۔ اب یہ جارج کا کام تھا کہ وہ ان کا کھوج لگائے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم آئسیولو سے اتنی دور جنوب میں بورن قبائلیوں کے ساتھ خیمہ زن تھے۔

فروری 1956ء کی پہلی صُبح کو خیمے میں بس میں تھی یا ''پاٹی''، یہ پالتو پہاڑی گلہری ساڑھے چھ برس سے ہمارے ساتھ رہ رہی تھی۔ وہ دیکھنے میں ایک گلہری یا گنی کے سُور کی مانند تھی، اگرچہ ماہرین حیوانات کہیں گے کہ اپنے پاؤں اور ہاتھوں کی ہڈیوں کی بناوٹ کے لحاظ سے پہاڑی گلہری ہاتھیوں اور گینڈوں سے زیادہ مشابہہ ہے۔

''پاٹی'' اپنی ملائم کھال میری گردن پر رگڑ رہی تھی اور اس طرح بڑے اطمینان سے سب کُچھ دیکھ رہی تھی۔ ہمارے آس پاس کا خطہ بالکل خشک تھا، یا زمین سے اُبھرتے پتھر تھے، یا کہیں کہیں چھدرا سبزہ تھا اور وہاں جانور بھی اسی قسم کے دیکھنے میں آتے تھے۔ مرگ، ہرن اور اسی قسم کے دوسرے جانور بہ کثرت تھے جو اس خشک ہوا اور پانی کی کم یابی کے عادی ہو چکے تھے۔

اچانک مجھے کار کی گھر گھر کی آواز سُنائی دی، اس کا مطلب یہی ہوسکتا تھا کہ جارج متوقع وقت سے بہت پہلے لوٹ آیا ہے۔ تھوڑی دیر میں ہماری ''لینڈ روور'' جھاڑیوں میں سے گزرتی ہُوئی ہمارے خیموں کے پاس آٹھہری۔ جارج کی بلند آواز گُونجی:

''جوئے! کہاں ہوتم، جلد آؤ۔ میں تمھارے لیے کچھ لایا ہوں۔''

میں پاٹی کو کندھے پر لیے باہر دوڑی اور میں نے ایک شیر کی کھال دیکھی، لیکن اس سے پہلے میں شکار کی بابت پُوچھتی، جارج نے کار کے پچھلے حصے کی طرف اشارہ کیا، وہاں شیر کے تین ننھے ننھے بچے تھے، چتکبرے، ریشم کی چھوٹی چھوٹی گیندیں معلوم ہوتے تھے۔ وہ باہر کی دُنیا سے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے حرکت کر رہے تھے، وہ کُچھ دن ہی کے تھے اور اُن کی آنکھیں ابھی تک نیلی سی جھلی تلے ڈھکی ہوئی تھیں۔ وہ بہ مشکل گھسٹ سکتے تھے، تاہم وہ رینگنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے اُنھیں پیار کرنے کے لیے گود میں اُٹھا لیا اور تھکا ماندہ جارج اپنے سفر کی داستان سُنانے لگا۔ صُبح سویرے اسے اور ایک گیم وارڈن، کین کو لوگ اس جگہ لے گئے، جس کے متعلق مشہور تھا کہ مردم خور شیر وہاں رہتا تھا۔ وہ وہاں کھڑے جگہ کا جائزہ لے رہے تھے۔

ابھی سُورج کی پہلی کرن ہی اُبھری تھی کہ ایک شیرنی اُن پر جھپٹی جو کسی چٹان کے پیچھے سے نکل آئی تھی۔ ان کا اسے مارنے کا قطعاً ارادہ نہیں تھا لیکن وہ بہت نزدیک آ چکی تھی، اور واپسی کا راستہ بھی کٹھن تھا۔ جارج نے ''کین'' کو گولی چلانے کا اشارہ کیا۔ اُس نے نشانہ

باندھا اور اُسے زخمی کر دیا۔ شیرنی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ جب وہ آگے بڑھے تو اُنھیں خون کی ایک نمایاں لکیر اُوپر جاتی دکھائی دی۔ وہ بڑے چوکنے ہوکر قدم بہ قدم پہاڑی کی چوٹی کی طرف بڑھتے گئے حتیٰ کہ ایک بڑی کھلی چٹان پر نظر پڑی۔ جارج اچھی طرح جائزہ لینے کے لیے اوپر چڑھ گیا اور کین نیچے دیکھنے لگا۔ پھر جارج نے کین کو چٹان کے نیچے جھانکتے دیکھا، وہ رکا، بندوق اٹھائی اور دونوں نالیاں خالی کر دیں۔ فضا میں زور سے دھاڑنے کی آواز گونجی۔ شیرنی سامنے آئی اور کین پر جھپٹی۔ جارج بندوق نہیں چلا سکتا تھا کیوں کہ کین اس کے بالکل سامنے تھا۔ خوش قسمتی سے ایک گیم اسکاوٹ نے جو نہایت مناسب مقام پر تھا، فائر کر دیا۔ شیرنی تڑپنے لگی، اب جارج کو اسے ہلاک کرنے کا موقع مل گیا۔ وہ بہت بڑی شیرنی تھی اور اپنے پورے جوبن پر تھی۔ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے جنھیں دیکھتے ہی جارج کو احساس ہوا کہ وہ اتنے غصے میں کیوں بھر گئی تھی اور اس بہادری سے ان کا مقابلہ کیوں کر رہی تھی۔ وہ اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ اس نے پہلے ہی شیرنی کی حرکات سے کیوں نہ بھانپ لیا کہ وہ اپنے بچوں کا دفاع کر رہی تھی۔

اب اس نے بچوں کا سراغ لگانے کا حکم دیا لیکن اسی وقت اسے اور کین کو چٹان کی ایک شگاف میں سے ہلکی ہلکی آواز کان پڑی۔ انھوں نے جہاں تک بندوقیں جا سکتی تھیں اس دراڑ میں ڈالیں۔ بچوں کی غراہٹ اور دھیمے شور نے انسان کی اس نارسا کوشش کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے پھر ایک خم دار لمبی ٹہنی کاٹی اور اسے خاصا نیچے اتارنے کے بعد بچوں کو باہر کھینچنے میں کامیاب ہوگئے۔ بچے دو تین ہفتوں سے زیادہ عمر کے نہ تھے۔ انھیں کار میں رکھ دیا گیا۔ دو بڑے بچے کیمپ تک سفر کے دوران تمام راستے غصے سے غراتے اور پھنکارتے رہے۔ تیسرے سب سے چھوٹے نے کوئی حرکت نہیں کی اور بالکل بے تعلق پڑا رہا۔ وہ تینوں میری آغوش میں تھے۔ میں انھیں پیار کیے بغیر نہ رہ سکی۔

مجھے حیرانی یہ تھی کہ پاٹی ان میں آ کر بڑے آرام سے بیٹھ گئی اور انھیں اپنے ساتھیوں کی حیثیت سے پسند کر لیا حالاں کہ وہ ہر رقیب کو بڑے حسد کی نگاہ سے دیکھتی تھی لیکن اس دن سے وہ چاروں جدا نہ ہونے والے ساتھی بن گئے۔ ان ابتدائی دنوں میں ''پاٹی'' ان میں سب سے بڑی تھی اور ویسے بھی چھ سال کی عمر کے باعث وہ ان مخمل کے تھیلوں کے مقابلے میں جو کبھی لڑکھڑائے بغیر نہیں چل سکتے تھے، کچھ معزز ہی معلوم ہوتی تھی۔

کہیں دو دن کے بعد جا کر بچوں نے پہلی بار دودھ کو منہ لگایا، اس سے پہلے میں نے ہزار کوشش کی کہ وہ کسی طرح پھیکے پانی ملے دودھ کو حلق سے نیچے اُترنے دیں لیکن وہ فوراً اپنی ننھی ٹانگیں سکیڑ کر ''انگ انگ انگ انگ'' کرنے لگتے بالکل جیسے بچپن میں ہم زیادہ آداب سیکھنے سے پہلے ''نہیں شکریہ امی'' کہنے کے بجائے اسی طرح کی خرخراہٹ سے کام لیا کرتے تھے۔

اب انھوں نے دودھ پینا تو شروع کر دیا تھا اور ہر دو گھنٹے کے بعد مجھے ربڑ کی چمک دار نلکی کو گرم کرنا پڑتا تھا، یہ نلکی وائرلیس سیٹ کی تھی جس سے ہم تھنوں کا کام لے رہے تھے حتیٰ کہ ہمیں بچوں کی دودھ والی ایک مناسب بوتل مل گئی، ہماری قیام گاہ سے پچاس میل پر ایک افریقی بازار تھا، ہم نے وہاں سے ربڑ کی چوسنی، مچھلی کے تیل کی شیشی، گلوکوز اور پھیکے دودھ کے ڈبے منگوا لیے اور ساتھ ہی 150 میل کے فاصلے پر آئسیولو کے ڈسٹرکٹ کمشنر کو وائرلیس پر فوری اطلاع بھیجی کہ پندرہ روز کے اندر اندر تین شیر خوار شہزادے آئسیولو پہنچ رہے ہیں، ان کے رہنے کے لیے ایک لکڑی کا آرام دہ مکان اور دیگر انتظامات کر لیے جائیں۔

چند ہی دنوں میں شہزادے امن چین سے رہنے لگے اور ہر شخص کے پیار کا مرکز بن گئے، پاٹی جو اپنے آپ ہی ان کی حساس اور محتاط آیا بن گئی تھی، محافظ کے طور پر ان کے ساتھ رہنے لگی، وہ اپنے آپ کو ان کے لیے وقف کر چکی تھی یہاں تک کہ اگر وہ اسے پاؤں مارتے یا ادھر ادھر کھینچتے، تب بھی وہ برا نہیں مناتی تھی۔ تینوں بہت تیزی سے شیرنیاں بن رہے تھے اور ابھی سے ان میں کردار کے انفرادی نشان ظاہر ہو رہے تھے۔ ان میں سب سے بڑی ذرا مشفق اور سرپرست واقع ہوئی تھی اور باقی دونوں سے فراخ دلی سے پیش آتی تھی۔ دوسری کھلنڈری اور مسخری قسم کی تھی، ہمیشہ ہنستی کھیلتی رہتی تھی، دودھ کی بوتل پر سوار ہو کر اگلے پنجوں سے ایڑ لگاتی اور پھر شرارت آمیز مسکراہٹ سے آنکھیں بند کر لیتی۔ میں نے اسی لیے اس کا نام لوسٹیکا رکھ دیا، جس کا مطلب ہے ''خوش باش۔''

تیسری قد میں سب سے چھوٹی تھی لیکن طبیعت کے لحاظ سے بڑی دلیر تھی۔ وہ ادھر ادھر راستہ صاف کرتی پھرتی اور جب بھی اس کی بہنوں کو معاملہ مشکوک لگتا تو اسے ہی تفتیش کے لیے بھیجتی تھیں۔ میں اسے ''ایلسا'' کے نام سے پکارتی تھی کیوں کہ اس طرح میرے دل میں ایک ہم نام کی یاد تازہ رہتی تھی۔

(بقیہ آئندہ شمارے میں)

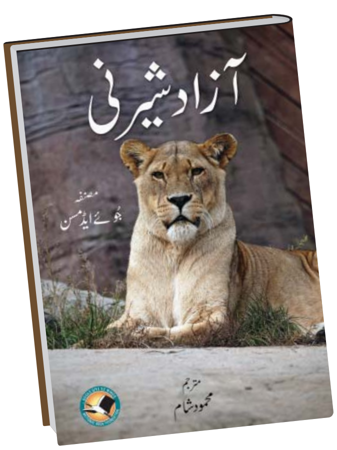


| | |
|---|---|
| کتاب: | آزاد شیرنی |
| مصنفہ: | جوئے ایڈمسن |
| مترجم: | محمود شام |
| قیمت: | 150 روپے |
| صفحات: | 136 |
| پبلشر: | نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد |

Looking at the quote above, we cannot underestimate the importance of asking questions. You will find in this book that every chapter begins with few probing questions. Not only this but the exercises at the end of each chapter are progressively arranged from simple to higher order thinking questions to take them from comprehension questions to creative, analytic, and evaluative questions. This will help the students apply their critical thinking to problem solving situations.

I am sure that this attempt will ensure, developing critical thinkers, problem solvers and creative probing minds, which is the need of the hour. We need scientists, researchers and technology experts to lead the nation to face the more challenging world of tomorrow.

Our thirst for excellence, knowledge; every step up the ladder of science will be a step in the progression of our nation. Many hands-on opportunities have been given to the students to conduct experiments by first hypothesizing, collecting data or observing and then deriving conclusions. This book will continue to be evaluated in the coming months and updated with any valuable suggestions, critique, analysis or review meant to further improve it with a view to presenting it in the form best suited to our students.

*(Ruqqya Sheikh, Prof. Nasreen Fatima)*

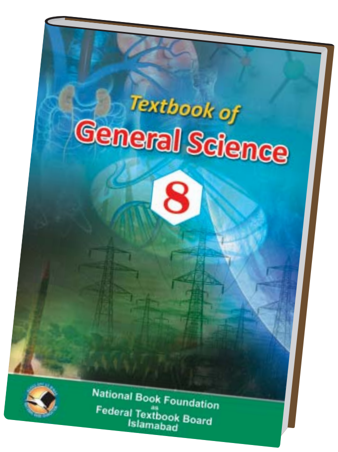


**Book:** A Textbook of General Science for Grade-8
**Book:** Prof. M. Iqtedar-ud-Din Aamir Ullah, Sara Malik
**Price:** 230/-
**Pages:** 154
**Publisher:** National Book Foundation


# Fresh Arrivals

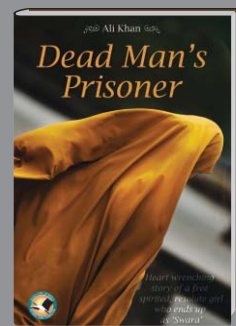


Rs.465.00/-

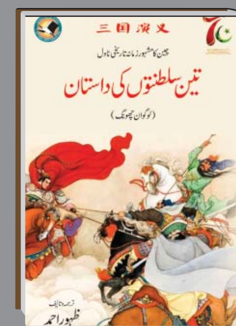


Rs.1070.00/-

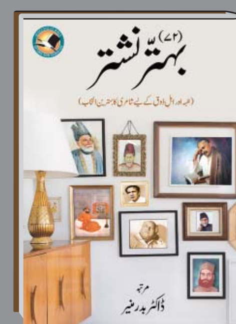


Rs.480.00/-

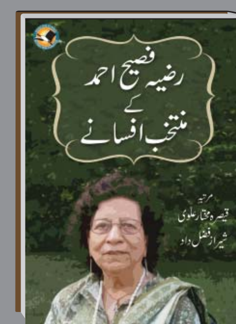


Rs.380.00/-

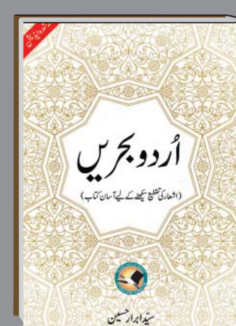


Rs.280.00/-

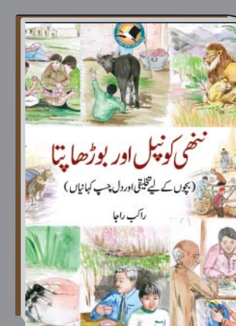


Rs.250.00/-

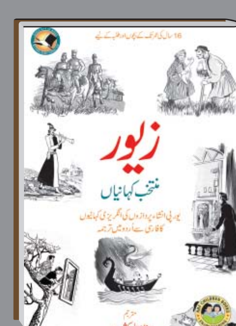


Rs.200.00/-

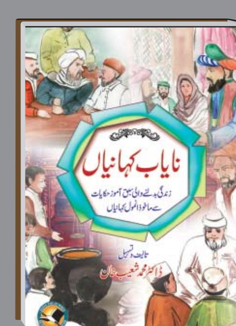


Rs.160.00/-

Pictures: Prof. M. Iqtedar-ud-Din, Aamir Ullah, Sara Malik

This General Science textbook for class VIII has been written with much fervour and passion for science by the three authors namely, Sara Malik, Mohammad Iqtadar ud Din and Amir Ullah. It is a giant step towards equipping our future generation with the best experiences and thinking skills. This is the first Science book based on revised the new curriculum 2017. This Science Curriculum was developed after a massive exercise taking all stakeholders on board.

We are greatly indebted to the authors and for putting great effort in the compilation of this book. National Book Foundation was established in 1972 as a service rendering educational welfare organization. It is a statutory corporation created through an Act of the Parliament in order to make books available at moderate prices. Our special thanks to Mansoor Ahmad, Assistant Director, Book Development, who has worked relentlessly to keep all the teams of authors work together.

It is our duty as teachers to present the students the information compiled in this book not only to impart knowledge and information but instilling a thirst to inquire, to know more and to unlock the mysteries of science. This book has been presented in a way that intrigues students to stimulate research, such as "Science titbits' and "Do you know?" sections. These sections are especially designed to arouse curiosity amongst the learners. Research questions have also been added to trigger higher order thinking amongst students and inculcate in them the desire to seek answers the queries that come to their mind or raised by others. These research questions will motivate students to explore and investigate. It is left to the learners to take help of their teachers, encyclopedias or browse the internet search engines. The idea behind this is to minimize dependence on rote learning and nurture self-reliance, autonomous and self-driven learning. During their research they will encounter new information, missing links or facts about processes and phenomenon of nature around them, leading to a chain reactions of unlocking and decoding obscurities.

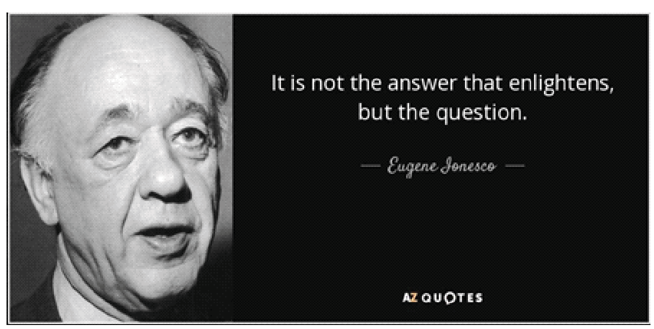

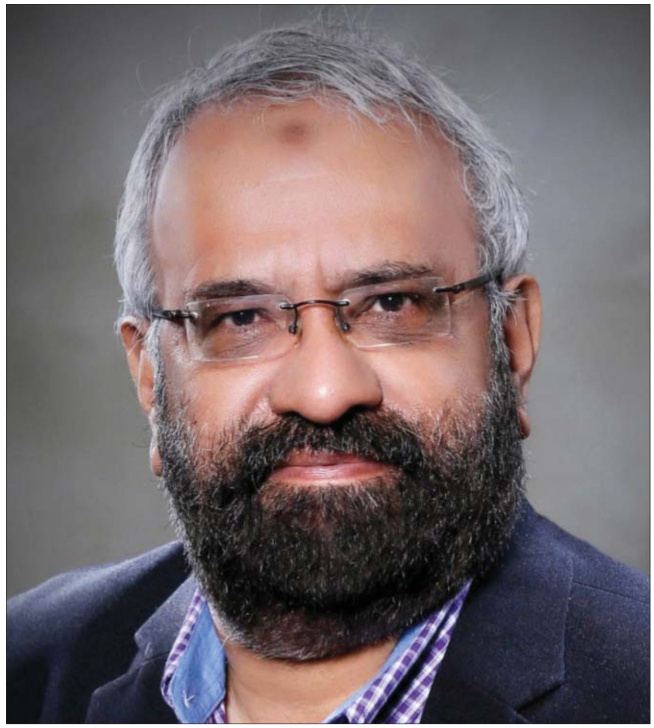

تصویر: خالد مسعود خان

خالد مسعود خان کا بنیادی حوالہ مزاحیہ شاعری ہے، اس میدان میں ہنوز انھیں اپنے خاص اسلوب کی بدولت پوری اردو دنیا میں بے پناہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہے، تاہم چند دہائیاں قبل جب موصوف کالم نگاری کی طرف آئے تو یہاں بھی انھیں قارئین کا وسیع حلقہ میسر آیا جس کی وجہ موضوعات کی رنگارنگی اور ان کا منفرد اسلوب ہے۔ ذاتی یا شخصی حوالوں سے ان کے کالموں کا اولین مجموعہ "زمستاں کی بارش" حال ہی میں منظرِ عام پر آیا ہے۔ اس کتاب کی بیش تر تحریریں شخصیات یا کرداروں کے گرد گھومتی ہیں، تاہم بعض تحریروں میں ماضی آفرینی ہے اور بعض میں شہرِ ملتان، اور کہیں قارئین اور کتب کے قصے ہیں تو کہیں دم توڑتی تہذیب کے نوحے۔

تبصرہ: محمد عارف

گہرائی میں دیکھا جائے تو بحیثیتِ مجموعی اس کتاب میں مصنف کی سوانح کی بکھری بکھری جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان تحریروں میں خاکہ، انشائیہ اور افسانے کے رنگ گھلے ملے ہوئے ہیں، اسلوب رواں دواں، بے ساختہ اور شستہ ہے جو کہیں شگفتہ اور کہیں افسردگی اور ملال کی چادر اوڑھ لیتا ہے بالخصوص جہاں مصنف اپنی شریکِ حیات کا تذکرہ کرتا ہے۔

کتاب کے بارے میں شکیل عادل زادہ لکھتے ہیں: "خالد مسعود خان کو پڑھوانے کا فن آتا ہے اور یہ خوبی اسی ادیب کو میسّر ہوتی ہے جسے لکھنے اور اپنی بات کہنے کا ہنر آتا ہو۔ ان کی تحریروں میں کہیں کسی بناوٹ کی آلودگی نہیں، نہ مرصّع، پرکار لفظوں سے تحریر کو دل پذیر بنانے کی کوشش۔ لگتا ہے، ایک ہی سانس میں سارا ماجرا قلم بند کیا گیا ہے، رواں رواں، رواں دواں۔"

یہ تحریریں کالم کم اور ادب پارے زیادہ ہیں، دوسرے لفظوں میں یہ کتاب سدا بہار یا زندہ رہ جانے والی تحریروں کا مرقع ہے۔ مصنف کا اسلوب اور موضوعات کے ساتھ دل کش برتاؤ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے بل کہ بیش تر مقامات پر تو قاری اسی منظر کا حصہ ہو کر رہ جاتا ہے، یوں یہ تحریریں ذاتی ہونے کے باوجود بھی ذاتی نہیں رہتیں، اس ضمن میں شاکر حسین شاکر کی رائے دیکھیے، مصنف کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: "اس دُنیا میں بہت سے لوگ ان کالموں میں تمھارے حصے دار ہیں۔ ہر وہ شخص جس کی ماں جی چلی گئی ہیں، اباجی رخصت ہو گئے ہیں، فرزانہ جدا ہوئی ہے، دوست چھوڑ گئے ہیں، اُستاد یادِ ماضی کا حصہ ہیں اور جن سے محبّت تھی وہ کُوچ کر گئے ہیں۔ وہ سب لوگ ان کالموں اور تحریروں کے صرف قاری نہیں بلکہ حصے دار ہیں اور ان پر حقِ ملکیت رکھتے ہیں۔ تم نے جو لکھنا تھا لکھ دیا، اگلے روز پڑھنا تھا پڑھ لیا۔ تمھارا حقِ ملکیت بس اسی قدر تھا، باقی ان کا ہے جو تمھارے ساجھے دار ہیں۔"

آرٹ پیپر پر چھپی اس کتاب کو بک کارنر جہلم نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے۔ ٹائٹل پر مصنف کا بلیک اینڈ وائیٹ پورٹریٹ ہے، جب کہ بیک ٹائٹل شکیل عادل زادہ کی رائے سے مرصع ہے، کتاب میں ہارون الرشید، شاہد صدیقی، رؤف کلاسرا اور سہیل وڑائچ کی رائے کے ساتھ ساتھ "زمستاں کی بارش میں خوشبو تمھاری" کے عنوان سے مصنف کا اپنا پیش لفظ بھی شامل ہے۔

| | |
|---|---|
| کتاب: | زمستان کی بارش |
| مصنف: | خالد مسعود خان |
| قیمت: | 995 روپے |
| صفحات: | 415 |
| پبلشر: | بک کارنرز، جہلم |

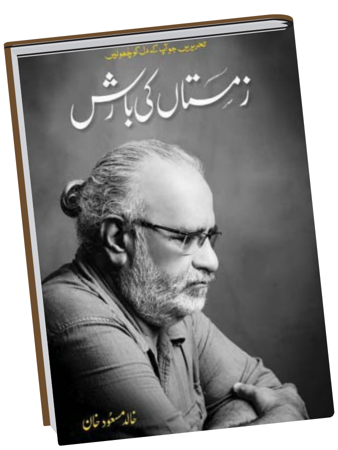

Picture: Ali Begum Khan

Kashmir- A Burning Paradise

I was in London when the idea of writing a booklet on Kashmir struck me. I was as a member of the delegation of the Prime Minister of Azad Jammu & Kashmir. We were invited by International Kashmir Forum to attend an International Conference on Kashmir. After listening to the speeches of the speakers in the Conference and visiting some of the famous Universities like Oxford University, Warwick University and Birmingham University, I decided to write a book which could cover all the important aspects of the Kashmir issue and dispel the doubts creeping into the minds of some foreign intellectuals who are misled by the Indian propaganda. Kashmir is of the Kashmiris. What will be its future status entirely depends upon the freewill of the Kashmiris. They are the master of the fate and future of Kashmir. India is an aggressor and has nothing to do with the people and territory of Kashmir. Legally, the people of Kashmir are free in their choice but keeping in view the historic, geographical, economic and political advantages their safety, security and prosperity lies in accession to Pakistan as the arnica and aroma of all the Muslims of the world lie in unity. The Kashmiris are the only people in the world who were sold to Maharaja Ghulab Singh by the British on March 16, 1846 for a paltry amount. Then another Hindu ruler Hari Singh annexed Kashmir to India against the sweet will of the Kashmiris. How shameful and tragic it is.

The right to self-determination is denied to the Kashmiris by India despite the UNO Resolutions for a free and fair plebiscite in Kashmir. I ask from the conscience of all peace loving humans, do they hear the groans and wailing of twelve million Kashmiris, who have been suffering under the Indian subjugation and tyranny for more than the last five decades. Their houses are razed; the women are raped and molested; the men are slain and the elderly are chopped. In the torture cells of India humanity is moaning; feet are maimed; hands are cuffed; tongues are tied and the youth is beheaded. There is no reason to remain silent on such a miserable plight and pillage. The ever aggravating situation is alarming and invites our serious attention. It might jeopardize the very fabric of world-peace. It is an undeniable fact that it was India's bang on the doors of U.N. for a freely held plebiscite in Kashmir and after accepting the U.N. Resolutions for free and fair plebiscite had drifted down the stream of smirches and dredged hoax over the plebiscite pledge. The India's intrigues, intransigence and obdurate obstinacy have corroded, undermined and marred the moral, human, political and legal situation in Kashmir. The Kashmir issue is deep rooted in the troubles and tribulations of generations of innocent Kashmiris who are the victims of the massive abuses and gross violation of human rights by India. It is their legal right to determine their future by an impartial and free plebiscite. India is using the military might to beat the Kashmiris into silence, submission and subjugation.

*(To be Continue)*

**Book:** The Plight of Kashmir
**Author:** Dr. Maqsood Jafri
**Price: 230/-**
**Pages: 138**
**Publisher:** National Book Foundation

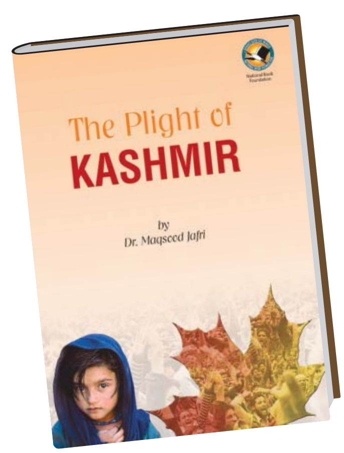

تصویر: محبوب ظفر

# نامور شاعر، ادیب، کمپیئر محبوب ظفر سے انٹرویو

**سوال: ابتدائی زندگی کے بارے میں مختصر طور پر کچھ بتایئے؟**

اس سوال کے جواب کے لیے دفتر درکار ہے، مختصر یہ کہ 4 جنوری 1956ء کو جیکب آباد سندھ میں پیدا ہوا۔ والد صاحب محکمہ پولیس میں تھے چنانچہ سندھ کے مختلف شہروں کشمور، کندھ کوٹ، شکار پور، سکھر اور لاڑکانہ ہی میں ابتدائی زندگی گزری۔ میٹرک تک سندھی ہی میں پڑھا، سو سندھ سے محبت ابتدائی دوستیاں اور محبتیں سبھی کچھ اُس مٹی سے نسبت اور خون میں شامل ہے۔ کشمور میں ایک اردو اسپیکنگ پوسٹ ماسٹر پڑوس میں رہتے تھے، ان کی اہلیہ بچوں کے لیے لکھتی تھیں، وہیں سے لکھنے کا آغاز ہوا۔ ایف اے، بی اے اور پھر ایم اے کراچی سے کیا۔ شاعری کا ماحول پوری طرح میسّر تھا۔ یہ استعداد خداداد ہے۔ تب سے اب تک قلم سے محبت اور جذباتیت کا رشتہ جوں کا توں ہے۔

**سوال: کس عمر میں کتاب کی جانب مائل ہوئے۔**

پانچویں جماعت ہی سے کتاب اور شعر سے رشتہ قائم ہو گیا تھا۔ بچوں کی دنیا، تعلیم و تربیت اور غنچہ ایسے معیاری میگزین میں ابتدائی تحریریں اور شاعری چھپتی رہتی۔ کراچی کی بھرپور ادبی زندگی نے کتاب کی طرف مائل کیا۔

**سوال: کب اس بات کا احساس ہوا کہ کتاب زندگی میں تبدیلی لا سکتی ہے۔**

یہ احساس، بہت آغاز ہی سے ہو گیا تھا کہ افراد کی زندگی اور قوم کے تہذیبی ارتقاء میں فنونِ لطیفہ، کتاب اور شعر کی بے پناہ اہمیت ہے اور یہ کہ کوئی بھی معاشرہ، کتاب دوستی کے بغیر، ادب کے بغیر ترقی یافتہ ملکوں اور قوموں کے ساتھ قدم ملا کر نہیں چل سکتا۔

**سوال: کس نے بچپن میں رہنمائی کی کہ غیر معیاری نصابی کتب کا مطالعہ کیوں کر ضروری ہے؟**

والدِ گرامی اور اساتذہ ہی نے یہ بتایا کہ کسی قوم کی تہذیبی، اقتصادی، سیاسی، علمی اور سائنسی ترقی کی رفتار اور معیار کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاتا ہے کہ اس میں کتابیں لکھنے، پڑھنے اور خصوصاً فنونِ لطیفہ سے متعلق کتابیں پڑھنے والوں کی تعداد کا تناسب کیا اور کتنا ہے۔

**سوال: آغاز میں کیسی کتابیں پڑھنا پسند کرتے تھے۔**

میں شعر و ادب کے حوالے سے سبھی کتابیں شوق سے پڑھتا تھا۔ ہمارے کلاسیکل شعرا میں شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہے جسے میں نے نہ پڑھا ہو بلکہ اب تک ہزاروں شعر ازبر ہیں۔

**سوال: کتابیں پڑھنے کے لیے اسکول اور کالج لائف میں وقت کیسے نکالتے تھے اور کیا والدین کی جانب سے غیر نصابی کتب پڑھنے پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا تھا۔**

ہمارے زمانے میں علم و ادب کی کتابیں پڑھنے پر بالکل پابندی نہیں تھی، میں ہائی اسکول کے زمانے میں لائبریری جایا کرتا تھا۔ ترقی پسند ادیبوں اور شاعروں کی تحریریں اور اشعار مجھے بہت پسند آتے تھے۔ اُسی زمانے میں کلاسیکل شعرا کو پڑھا۔

**سوال: کتاب سے انسانی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ کتاب کی اہمیت کے حوالے سے کچھ بتایئے؟**

کتاب انسانی زندگی میں انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ کتاب زندگی، تاریخ، ادب اور وقت کے سمندر میں روشنی کے میناروں کی طرح ایستادہ رہتی ہے۔ کتاب کے بغیر انسانی زندگی

گونگی ہے۔خیال اورسوچ ساکت ہیں۔ہمیں دہشت گردی اور دیگر جن خرابیوں کا سامنا ہے اُن کی روک تھام کا راستہ صرف کتابوں اور ادب سے وابستگی ہی سے ممکن ہے۔ہمیں کتاب سے اپنا رشتہ بہر صورت استوار کرنا ہوگا تا کہ ہماری قومی شناخت گم ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

**سوال: کیا آپ نے سفر نامہ لکھا۔آپ کے نزدیک سفر نامہ لکھتے ہوئے سفر نامہ نگار کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟**

سفر نامہ میرے نزدیک آپ بیتی کے متوازی تخلیق ہے، دوسری بات یوں ہے کہ سفر نامہ نگار کو اس بات کا ادراک ہونا چاہیے کہ قاری کے لیے کون سی بات دلچسپ ہو سکتی ہے اس سے الگ کے خود مصنف کی نگاہوں میں اُس کی کیا اہمیت ہے پھر ذاتی مشاہدہ، زاویۂ نگاہ اور تخلیقی بصیرت کا جوہر بنیادی بات ہے۔سفر نامہ نگار دنیا بھر کے دلکش نظاروں کو ایک مبصر کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اگر اُس کے پاس اعلیٰ مشرقی اقدار کا سرمایہ، تعصب سے پاک نظر، وسیع مطالعہ و وسیع قلبی ہو تو ایسا سفر نامہ اپنے ناول کو یوں ساتھ لے کر چلتا ہے جیسے وہ ان مناظر میں اُس کے ساتھ ہم قدم ہے۔مجھے عطاء الحق قاسمی کے سفر ناموں میں یہ کمال خوبی بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔

**سوال: آپ سمجھتے ہیں کہ نوجوان نسل کتاب سے دُور ہوتی جا رہی ہے اس سلسلے میں اہلِ قلم کا کردار کیا ہے؟**

اس کی ایک وجہ تو میرے نزدیک یہی ہے کہ فنونِ لطیفہ یعنی ادب ہر ایک کے لیے نہیں ہوتا اس کے لیے کچھ خاص لوگ مخصوص ہوتے ہیں، دوسری وجہ موبائل، انٹرنیٹ، ڈائجسٹ صحافت ان چیزوں نے خصوصاً ہماری نئی نسل کو ادب سے دُور کر دیا ہے۔پھر ہمارے ہاں آج کے ادیب کا عام افراد سے تعلق نہ ہونے کے برابر ہے۔ظاہر ہے اپنے گروپوں اور بیٹھکوں میں بیٹھ کر تو بڑا ادب پیدا نہیں ہو سکتا۔علاوہ ازیں ہمارے ہاں ادبی سیاست اور بزعم خود عظیم شاعر و ادیب ہونے کا خبط اور خود پر تنقید برداشت نہ کرنے کا رویہ بھی اس صورتِ حال کا ذمہ دار ہے۔

**سوال نمبر: احمد فراز صاحب سے آپ کا بہت تعلق رہا۔کچھ فراز صاحب کے حوالے سے بتایئے؟**

فراز صاحب سے تعلق اور محبت میرا اعزاز ہے۔میں سمجھتا ہوں اقبال اور فیض کے بعد اگر کسی شاعر نے قارئین کا ایک وسیع حلقہ بنایا ہے تو وہ احمد فراز ہیں۔وہ ایک نظریۂ فن رکھنے والے شاعر تھے اور اُن کی شاعری گہرے رومانوی آہنگ کے ساتھ ساتھ ایک انقلابی سوچ کی حامل تھی۔انھوں نے بہت اہم شاعروں کے ہوتے ہوئے اپنا ایک ایسا الگ ڈکشن بنا لیا تھا جس کی تقلید شاید بہت لمبے عرصے تک نہیں ہو سکے گی۔آغاز سے اختتام تک پوری دنیا کا محبوب ترین شاعر ہونے کا اعزاز یوں ہی تو نہیں مل جاتا! گر نہ بخشے خدائے بخشندہ۔

کیا خبر تھی اے نگارِ شعر تیرے عشق میں
دلبرانِ شہر کے دلدار بن جائیں گے ہم

**سوال: آپ کو سندھی، اردو، ہندی، پنجابی، انگریزی اور ہندکو زبان پر بھی دسترس ہے کچھ اس حوالے سے بتایئے؟**

سندھی تو ایک طرح سے میرے خون میں شامل ہے۔میری پیدائش اور جوانی کا بڑا حصہ سندھ میں گزرا۔میٹرک تک سندھی میں پڑھا، گھر میں والد صاحب، کزن اور باہر سبھی دوستوں سے سندھی ہی میں بات ہوتی چنانچہ اس زبان اور سندھ سے مرابیت جذباتیت کا رشتہ ہے۔سندھی زبان و ادب اور اس زبان کے اہم شعراء اور لکھاریوں کے میں نے کافی تراجم کیے جو اکادمی ادبیات کے میگزین اور دیگر ادبی پرچوں میں چھپتے رہے ہیں۔چار سال پاکستانی سفارت خانہ نیو دہلی میں پوسٹنگ کے سبب ہندی زبان کو سیکھنے، پڑھنے اور پھر اس زبان سے تراجم کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ہندکو میرے اپنے علاقے کی زبان ہے کیونکہ میرے آباء کا تعلق کوٹ شمس (تلہ گنگ) سے ہے جو پہلے کیمبل پور (اٹک) اور اب چکوال کی تحصیل ہے۔

**سوال: آپ کی اب تک کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔**

1989ء میں میرا ایک مختصر شعری مجموعہ ''میرے بھی ہیں کچھ خواب'' کے نام سے آیا تھا اور بعد ازاں ہندی اور سندھی زبان و ادب کے حوالے سے تراجم کی تین کتابیں ''اردو غزل، اردو نظم''، اُردو نعت پر تحقیقی کام کی تین کتابیں، احمد فراز کے فن و شخصیت اور اُن کی شاعری پر کیے جانے والے کام پر دو کتابیں جبکہ دو کتابیں زیرِ اشاعت ہیں اور انشاء اللہ اگلے ماہ تک آ جائیں گی۔

**سوال: کتاب کے فروغ کے حوالے سے آپ نیشنل بک فاؤنڈیشن کے کردار سے کس حد تک مطمئن ہیں؟**

نیشنل بک فاؤنڈیشن کا زبان و ادب ہی نہیں تعلیم و تربیت کے حوالے سے ہی بہت اہم کردار ہے اور اس کے موجودہ مینیجنگ ڈائریکٹر راجہ مظہر حمید صاحب جس طرح کی علمی بصیرت، کتاب کے فروغ، اُس کی ترسیل اور کتاب کے مصنفین کے حوالے سے وسعت قلبی اور مہارت رکھتے ہیں اُس سے یقینی طور پر اس بات کے روشن امکانات ہیں کہ ادب اور تعلیم دونوں شعبوں میں یہ ادارہ ترقی کی نئی منازل طے کرے گا۔

**سوال: قارئین، نئے لکھنے والوں کے لیے کتاب کے حوالے سے کوئی پیغام؟**

پیغام یہی ہے کہ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں اپنے اردگرد ضرور دیکھیں اور پھر سوچیں۔ہم نے سوچنا بند کر دیا ہے۔دیکھیے انسان کے پاس اتنی زندگی نہیں ہے، سو اپنی غلطیوں سے بھی اور دوسروں کی غلطیوں سے بھی سیکھیے۔سوچنا صحت مند ذہن کی علامت ہے۔صرف محبت کیجیے۔اپنے خوب صورت دل کو کینے اور کدورت سے پاک رکھیے، درگزر کیجئے۔ہر روز رات کو سونے سے پہلے کتاب کا مطالعہ ضرور کیجیے۔

تصویر: بشریٰ رحمٰن

دخترِ پاکستان، محبتوں کا سائبان، پاکستانی ادب کی شان، خواتین کی ترجمان، قرطاس وقلم کی پہچان، بشریٰ رحمٰن عارفانہ، عالمانہ، مفکرانہ اور دانشمندانہ تحریروں کی وجہ سے اردو ادب میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں۔ اپنی ذات کے غارِ حرا میں بیٹھ کر مراقبہ کرتی ہیں قلم کو حقائق کی روشنائی میں ڈبو کر مشاہدات و تجربات قرطاس ابیض پر بکھیرتی ہیں۔ ''لکھی کو کون موڑے؟'' ان کی آپ بیتی ہے۔ ۶۸۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے ۱۲۴/ ابواب ہیں۔ یہ ابواب بشریٰ رحمٰن کی منفرد انداز میں تحریر کردہ آپ بیتی ہے لیکن اسے جگ بیتی بھی کہا جا سکتا ہے۔ دوست پبلی کیشنز اسلام آباد نے ۲۲۰۰ روپے قیمت کے عوض اسے قارئین تک پہنچایا ہے۔ بشریٰ رحمٰن انسان اور انسانیت کا گہرا شعور رکھتی ہیں۔ عارفانہ طبیعت کی وجہ سے وہ دوسروں کا دکھ اپنی ذات میں محسوس کرتی ہیں۔

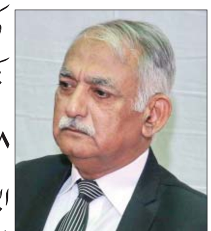

تبصرہ: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

''لکھی کو کون موڑے؟'' کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ رب کائنات نے محترمہ بشریٰ رحمٰن کو تخلیقی صلاحیتوں کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اُنھوں نے قلم کا بے باکانہ استعمال کیا۔ علمی تجسس اور فکری انہماک کی وجہ سے اُنھوں نے ہر موضوع کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ شعر و سخن سے اُن کا فطری لگاؤ ہے۔ اُردو زبان کے فروغ اور اصنافِ اُردو کی تعمیر و تشکیل میں اُن کا گراں قدر حصہ ہے۔ اُنھوں نے رشحاتِ قلم کو سانس کی طرح اپنی ذات کا حصہ بنا رکھا ہے۔

کتاب کی ورق گردانی کرنے سے جہاں سیاست کے زیروبم سے آگاہی ہوتی ہے وہاں بشریٰ رحمان کے بااصول شب و روز کا پتہ بھی چلتا ہے۔ واقعات کی بُنت، اسفار کی مرقع نگاری، برمحل فلسفیانہ خیالات اور شعری آہنگ نے کتاب کے ہر باب کو ایک نیا رنگ دیا ہے۔ بشریٰ رحمٰن کے دائرہ در دائرہ پھیلے ہوئے یہ 124 موضوعات اپنے دامن میں ایک عہد سمیٹے ہوئے ہیں۔ محترمہ بشریٰ رحمٰن، صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں۔ تین مرتبہ حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے علاوہ متعدد عمرے بھی کر چکی ہیں۔ کتاب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے علمی، ادبی، ثقافتی اور سیاسی نوعیت کے کئی سفر کیے ہیں۔ اِن اسفار میں پاکستان کی نمائندگی کا حق بھی ادا کیا ہے۔

محترمہ بشریٰ رحمٰن سچائی کے قلم سے حقائق سپرد قرطاس کرتی ہیں۔ ان کے لفظ بولتے ہیں۔ ان کے مضامین کہیں پھول کی پتی سے نازک ہیں تو کہیں تلوار کی کاٹ رکھتے ہیں۔

بشریٰ رحمٰن کے اسلوب میں ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے افکار کی سنجیدگی، مشتاق یوسفی کے مزاح کی رنگینی، صوفیائے کرام کا تصوف، قائداعظم محمد علی جناح کی بصیرت، مشاہیر اور پاکستان سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ان کے خمیر میں تصوف بولتا ہے۔ ان کا ایمان ہے ''پتا بھی نہیں ہلتا بغیر اس کی رضا کے'' انسان سوچتا کچھ ہے ہوتا وہی کچھ ہے جو خالق کائنات چاہتا ہے۔ ہماری ہر کوشش رب کائنات کے حکم کے تابع ہے۔ صبر و رضا اور توکل کے بغیر دنیا میں کامیابی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ فیصلہ وہی کرتا ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ لکھی کو کون موڑے، محترمہ بشریٰ رحمٰن کی آپ بیتی ہی نہیں زندگی کا ایک عمیق فلسفہ بھی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ روحانی، علمی، ادبی، سیاسی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں سے محترمہ بشریٰ رحمٰن کی نثر اور شاعری عصرِ حاضر کی زندۂ جاوید مثال ہے۔ اُن کی پُر مغز اور شگفتہ تحریروں اور تقریروں کی مقبولیت روشنی کی مانند ہے جو ہر سُو پھیلتے ہوئے اپنا راستہ خود تراشتی ہے۔

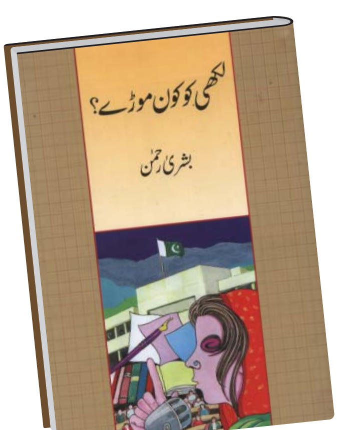


| | |
|---|---|
| کتاب: | لکھی کو کون موڑے؟ |
| مصنفہ: | بشریٰ رحمٰن |
| قیمت: | 2200 روپے |
| صفحات: | 288 |
| پبلشر: | دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد |

تصویر: محمد عارف

''خواتین وحضرات'' محمد عارف کے خاکوں کا اوّلین مجموعہ ہے۔ مزاحیہ شاعری، خاکہ نگاری اور سفرنامہ ان کے خصوصی میدان ہیں۔ محمد عارف طنزومزاح کے شاہ سوار ہیں، اسی وجہ سے ان کے مذکورہ مجموعے میں زیادہ تر اردو اور پنجابی زبانوں کے صفِ اوّل کے مزاح

تبصرہ: ڈاکٹر محمد شعیب خان

گو شعرا خاکوں کا موضوع دکھائی دیتے ہیں۔ اس مجموعے میں سترہ خاکے شامل ہیں۔ جن شخصیات پر خاکے لکھے گئے ہیں، ان میں انور مسعود، سرفراز شاہد، ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور خالد مسعود خان مزاح گو شعرا ہیں، دیگر ادبا و شعرا میں امان اللہ خان، محبوب ظفر، طالب انصاری، عصمت حنیف، اختر رضا سلیمی، ضیا المصطفیٰ ترک، محمود ساجد، مظہر حسین سیّد شاہ جہاں سالف اور سعید شارق شامل ہیں۔ ''بشیراں بیگم'' کا خوب صورت خاکہ ان کی والدہ کی شخصیت کا عکس ہے۔ اس کے علاوہ سیّد ذوہیب حسن نقوی اور روزینہ کے خاکے بھی اس مجموعے کا حصہ ہیں۔

ان کے خاکوں کے اسلوب میں ہمیں طنزومزاح اور شگفتگی نمایاں نظر آتی ہے، اس خاصیت نے خاکوں میں دل چسپی کے عنصر کو بڑھا دیا ہے۔ اکثر اوقات ظرافت، ابتذال کو جنم دینے کا باعث بنتی ہے، لیکن عارف کا دامن کسی جگہ اس سے داغ دار نہیں ہوتا، جو ان کی بڑی کامیابی ہے۔ شاعری پر عبور نے ان کے اسلوب کو مزید توانائی مہیا کی ہے۔ الفاظ اور تراکیب کے استعمال کا قرینہ ان کے خاکوں کی زبان کو ادبی چاشنی عطا کرتا ہے، تو مقفٰی الفاظ، جملوں میں رنگ بھر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر جملے کی نوک پلک سنوارنا اور اسے خاکے کی زبان و مزاج کے ساتھ ہم آہنگ کرنا محمد عارف کی محنت کا منھ بولتا ثبوت ہے، پھر زبان و بیان پر عبور نے بھی ''خواتین وحضرات'' کو خاصے کی چیز بنا دیا ہے۔ ان کے خاکوں کے عنوانات پر غور کریں تو یہ خاکے کی شخصیات کا عکس ہیں۔ شخصیت کے خدوخال خاکے کے عنوان ہی میں نظر آ جاتے ہیں۔ خاکہ نگاری اصل شخصیت کی تحقیق اور تلاش و جستجو کا نام ہے، جب تک خاکہ نگار متعلقہ شخصیت میں ڈوب کر اُس کے باطن کی تہ میں چھپے موتی نہ نکال لے، وہ کامیاب نہیں ہوسکتا اور محمد عارف اس تمام عمل میں حیران کن طور پر کامیاب نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مجموعے کے خاکوں میں تمام شخصیات چلتی پھرتی اور زندگی کے دکھوں سے نبردآزمائی کے باوجود ہمیں ہنستی، کھیلتی، مسکراتی اور اپنی اپنی کرامتیں دکھاتی متحرک نظر آتی ہیں۔ معروف مزاح گو شاعر اور دانش ور انور مسعود نے ''محمد عارف'' کے فنِ خاکہ نگاری کو ''عارفی خاکے'' کے عنوان سے درج ذیل قطعے میں سمو دیا ہے:

لفظ یوں بولتے ہیں عارف کے
جیسے نغمے سنائی دیتے ہیں
سارے کردار اس کے خاکوں کے
چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں

معروف صحافی اسلم ملک اس مجموعے کے بارے میں رقم طراز ہیں: "اتفاق سے خاکوں کا ایک مجموعہ ''خواتین وحضرات'' نظر سے گزرا ہے، میں خاکہ نگار محمد عارف کو اس سے پہلے جانتا تھا نہ ان بیشتر شخصیات کو جن کے خاکے لکھے گئے ہیں۔ محمد عارف صاحب نے چند صفحات میں ان کی شخصیت ایسے بیان کی ہے کہ لگتا ہے میری ان سے ہمیشہ سے شناسائی ہے، بعض سے تو ملنے کا اشتیاق پیدا ہوگیا۔ چند خاکے ایسے لوگوں کے ہیں جنھیں میں عرصے سے جانتا ہوں، ان کی بھی کمال عکاسی کی گئی ہے، ایک آدھ ایسا پہلو بھی سامنے لائے ہیں جس پر میری توجہ کبھی نہیں گئی تھی۔"

| | |
|---|---|
| کتاب: | خواتین وحضرات (خاکے) |
| مصنف: | محمد عارف |
| قیمت: | 600 روپے |
| صفحات: | 171 |
| پبلشر: | بک کارنر جہلم، پاکستان |

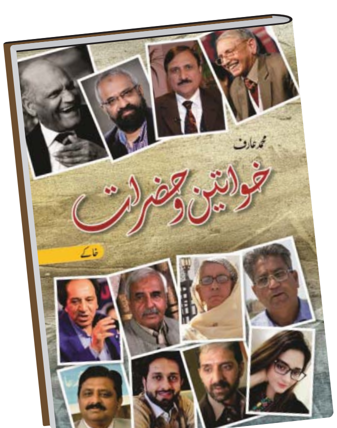

Exclusive

Get **15%** discount
on **all NBF Textbooks**
from our outlets

100% ORIGINAL PRODUCT
100% GENUINE
100% ORIGINAL PRODUCT

Get **33%** discount
on **NBF General Books**
from our outlets

6-Mauve Area, Taleemi Chowk, G-8/4, Islamabad.
Phone: 051-9261125, 9260391, 0301-5008019
E-mail: books@nbf.org.pk, Website: www.nbf.org.pk
Facebook: www.facebook.com/nbfisb
Twitter: www.twitter.com/nationalbook1

# National Book Foundation

# Textbooks from Grade VI-XII

2021-22

-15%
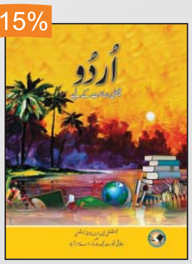

Price: Rs.170/-

-15%

Price: Rs.160/-

-15%

Price: Rs.110/-

-15%
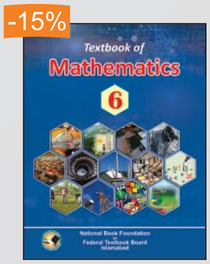

Price: Rs.220/-

-15%
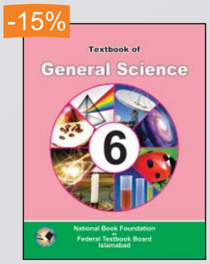

Price: Rs.150/-

-15%
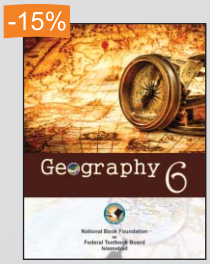

Price: Rs.100/-

-15%
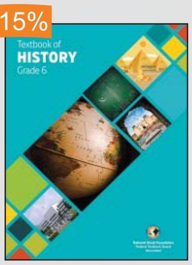

Price: Rs.150/-

-15%
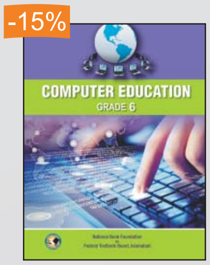

Price: Rs.90/-

-15%

Price: Rs.110/-

-15%
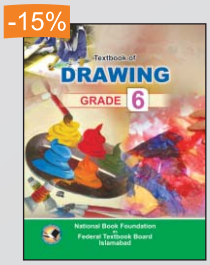

Price: Rs.100/-

-15%
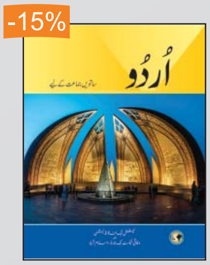

Price: Rs.160/-

-15%
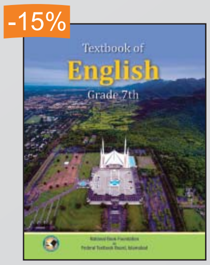

Price: Rs.150/-

-15%
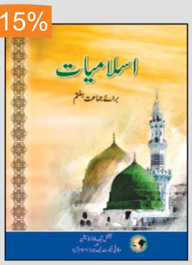

Price: Rs.110/-

-15%
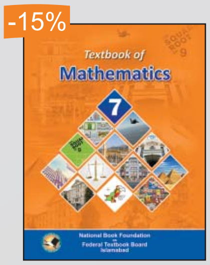

Price: Rs.250/-

-15%
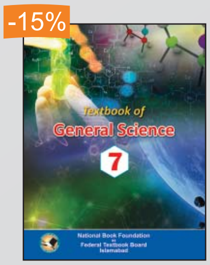

Price: Rs.140/-

-15%
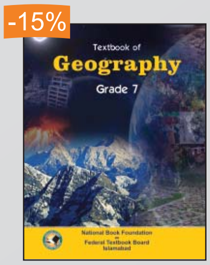

Price: Rs.110/-

-15%
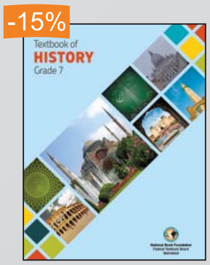

Price: Rs.140/-

-15%
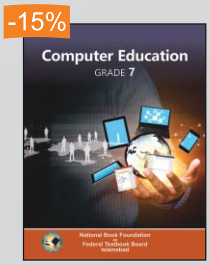

Price: Rs.100/-

-15%
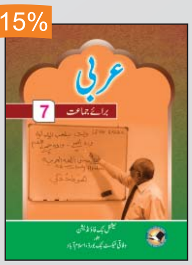

Price: Rs.125/-

-15%
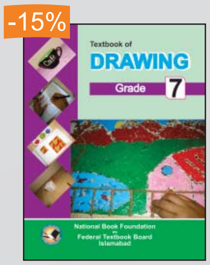

Price: Rs.145/-

-15%
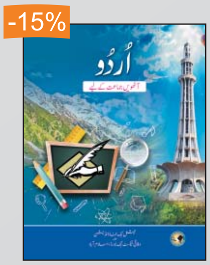

Price: Rs.130/-

-15%
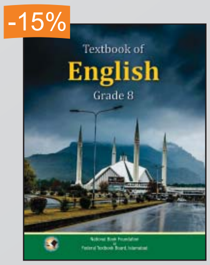

Price: Rs.120/-

-15%

Price: Rs.120/-

-15%
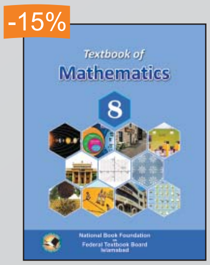

Price: Rs.230/-

-15%
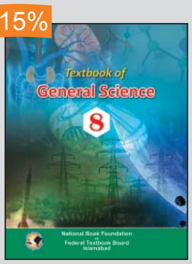

Price: Rs.230/-

-15%
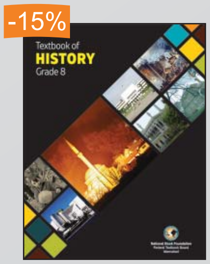

Price: Rs.100/-

-15%
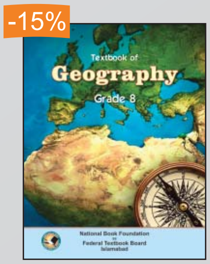

Price: Rs.130/-

-15%
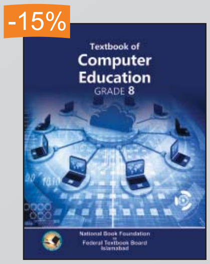

Price: Rs.120/-

-15%

Price: Rs.130/-

-15%
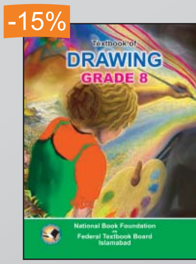

Price: Rs.110/-

National Book Foundation
as
Federal Textbook Board
6-Mauve Area, Taleemi Chowk, G-8/4, Islamabad.
E-mail: books@nbf.org.pk, nbftextbooks@gmail.com, Website: www.nbf.org.pk

تصویر: راکب راجا

محترم جناب راکب راجا نے انتہائی محبت کے ساتھ اپنی کتاب ’’ننھی کونپل اور بوڑھا پتا‘‘ عنایت فرمائی۔ این بی ایف کی ٹیم کا تیار کردہ خوبصورت سرِورق پہلی نظر میں ہی اپنی طرف متوجہ کرنے لگا۔ دل مضطربانہ حالت میں کروٹیں لینے لگا کہ جتنی جلدی ہو سکے ’’ننھی کونپل اور بوڑھا پتا‘‘ کا مطالعہ کیا جائے۔ اس کتاب کے مطالعے میں جلدی

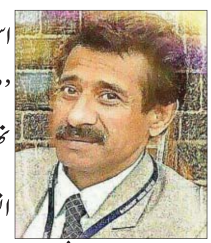
تبصرہ: رانا سعید دوشی

اس لیے بھی تھی کہ راکب راجا کی بچوں کی نظموں پر مبنی کتاب ’’ماما چٹنی آپ بنانا‘‘ ہمارے دلوں میں پہلے ہی گھر کر چکی تھی، ابھی تک اس کے اثرات ہمارے ذہنوں پر ہیں۔ انور مسعود صاحب نے اس کتاب کا دیباچہ لکھا۔

’’راکب راجا بچوں کا نفسیاتی شاعر ہے۔ بچوں پر لکھنے کے لیے آدمی کو خود بچہ بننا پڑتا ہے اور یہ خوبی راکب راجا میں موجود ہے۔ راکب راجا بچوں سے بچوں کی زبان میں بات کرتا ہے‘‘۔

واقعی اس میں کوئی شک نہیں کہ راکب راجا میں یہ وصف بدرجہ اتم موجود ہے، وہ بچوں کی نفسیات کو سمجھتا ہے اور بچوں میں بچہ ہو جاتا ہے۔

’’ننھی کونپل اور بوڑھا پتا‘‘ جس دن مجھے موصول ہوئی اسی دن شام کو پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک کہانی کے بعد دوسری کہانی مطالعے کی نذر ہوتی گئی۔ کہانیوں کے مختلف ذائقوں نے میری نیند اُڑا کے رکھ دی۔ ’’تین لکیروں‘‘ سے لے کر ’’احمد کی ذہانت‘‘ تک کُل چھبیس (۲۶) کہانیاں رات ایک بجے تک پڑھ لیں۔ پہلے کتاب کے مطالعے کے لیے بے چینی، پھر مطالعہ کرتے ہوئے حیرت، مطالعے کے بعد راکب راجا کی کہانیوں نے میری نیند کو ساری رات مجھ سے دور رکھا اور کئی دن تک میں راکب راجا کے تخیلات میں کھویا رہا۔

’’ننھی کونپل اور بوڑھا پتا‘‘ کی پہلی کہانی ’’تین لکیریں‘‘ میں راکب راجا نے کہانی کے ذریعے انتہائی خوبصورت انداز میں بچوں کو محنت اور ایمانداری کا درس دیا ہے۔ ’’تھری پیس سوٹ‘‘ پڑھ کر تو میری اپنی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اس کہانی میں راکب راجا نے اپنی خواہش کو دوسروں کی خواہش پر قربان کرنے کا جذبہ اُجاگر کیا ہے۔ اس کہانی کا انداز نہایت عمدہ ہے۔ خوبصورت تصویر کشی کے ساتھ بچوں کے ذہن میں ہمدردی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش ہے۔ ’’جانور اور انسان‘‘ ایک ایسی کہانی ہے جو حقیقت پر مبنی ہے جس میں مجرد تصویریں دکھائی گئی ہیں۔ اس کہانی میں راکب راجا نے سلیقہ مندی سے کام لیتے

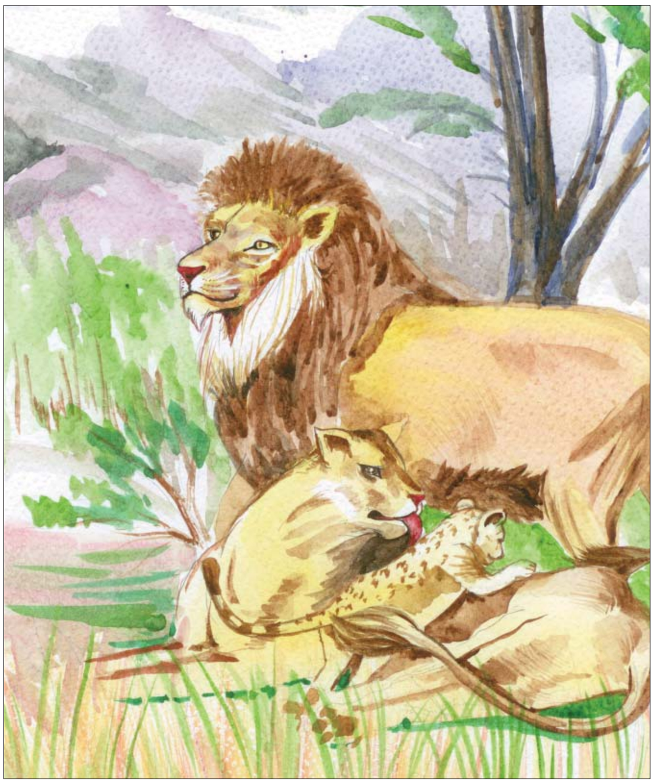

ہوئے سمجھایا ہے کہ آج کے دور کے زیادہ تر لوگ وہی کر رہے ہیں جو جانور کرتے ہیں۔ ’’چیونٹیوں کی میٹنگ‘‘ راکب راجا کی ہجرت کی سچی کہانی ہے جس کا انداز بیان نہایت شگفتہ ہے۔ ’’بادل، بوندیں اور بارش‘‘ کا شمار تخلیقی کہانیوں میں ہوتا ہے اور یہ راکب راجا کا ذاتی وصف ہے جو اسے قدرت کی طرف سے ودیعت ہے۔ ’’ننھی کونپل، اور بوڑھا پتا‘‘ ایک خوبصورت تخلیق ہے اس کہانی میں علامتی انداز کو انتہائی خوبصورتی سے برتا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ کہانی دادا اور پوتی کی کہانی ہے جس میں دادا کی نصیحتیں اور پوتی کی ضدیں ہیں۔ ’’ٹمی اور جمی‘‘، ’’چوہا‘‘، ’’بے وقوف لومڑی‘‘، ’’بھنورا اور بھونڈ‘‘ یہ کہانیاں مزاحیہ انداز میں کہی گئی ہیں لیکن اس میں راجا راکب نے بچوں کی ذہن سازی کو

ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ’’دو بالٹیاں‘‘، ’’شہد کا قطرہ‘‘، ’’پہاڑ کی سیر‘‘ اور مینڈک بچ سکتا تھا ان کہانیوں میں سادہ اسلوب اور کمال کی معنویت پائی جاتی ہے۔ آسان الفاظ میں بڑی بات کہہ جانا یہ راجا راکب راجا کا تخلیقی کمال ہے۔ اس کتاب میں راکب راجا نے

کہانیوں کی بنیاد ’’داستان‘‘ کو بھی فراموش نہیں کیا۔ ’’چوک میں بکرا‘‘ بلی اور توتا‘‘، ’’انار کارس‘‘ اور ’’باز اور بکری‘‘ یہ کہانیاں داستانوی رنگ اوڑھے ہوئے ہیں۔

’’ننھی کونپل اور بوڑھا پتا‘‘ میں شامل تمام کہانیاں اپنا مکمل جواز رکھتی ہیں، یہ کہانیاں ہر قوم، ہر نسل اور ہر عہد کے بچوں کی ذہن سازی کے لیے مفید ہیں۔ یہ کتاب مختلف خوشبودار پھولوں کا گلدستہ ہے جو کسی بھی دور کے بچوں کو معطر کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

بچوں کے لیے ادب تخلیق کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہوتا۔ میں راجا راکب کو اس اعلی درجے کی تخلیق ’’ننھی کونپل اوڑ بوڑھا پتا کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

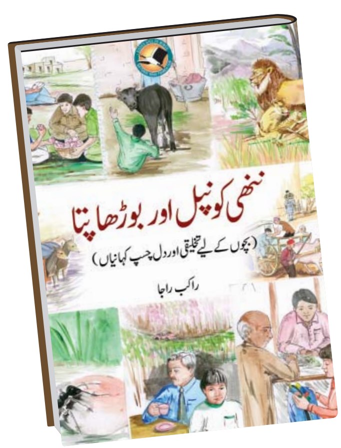


کتاب: ننھی کونپل اور بوڑھا پتا

مصنف: راکب راجا

قیمت: 250 روپے

صفحات: 104

پبلشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد


نیشنل بک فاؤنڈیشن

کستان میں اپنی نوعیت کا واحد

Book Review

ماہنامہ کتاب

معروف تبصرہ نگار

آپ کو

کتابوں کی دنیا کے دورے پر لے کر جاتے ہیں

ماہنامہ کتاب میں کسی تازہ کتاب پر تبصرہ شامل کروانے کے لیے مصنف اور تبصرہ نگار اپنی بڑی سائز کی تصاویر بمع CV اور کتاب کی ایک کاپی ہمیں درج پتہ پر بھیج سکتے ہیں۔

ادارہ کسی بھی تبصرے کو ایڈٹ کرنے اور ماہنامہ کتاب\Book Review میں شامل کرنے یا نہ کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

ایڈیٹر، ماہنامہ کتاب

نیشنل بک فاؤنڈیشن

6 ماؤ ایریا تعلیمی چوک G-8/4 اسلام آباد

فون: 051-2255572, 9261125 فیکس: 051-2264283

ای میل: kitabrisala@nbf.org.pk

ویب سائٹ: www.nbf.org.pk

زیر تبصرہ کتاب جادوگر کی پہیلیاں جناب احمد عدنان طارق صاحب کی تحریر کردہ ہے۔ بچوں کے ادب میں ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ یہ کتاب کل 160 صفحات پر مشتمل ہے اور اسے نیشنل بک فاؤنڈیشن نے چھاپا ہے۔ اس ادارے کا نام بچوں کے لیے معیاری کتب کی اشاعت کے حوالے سے بہت معتبر اور جانا پہچانا ہے۔ جناب احمد عدنان طارق صاحب کی کتاب ''کہانیوں والا قلم'' جو اسی ادارے کے زیر اہتمام شائع ہوئی، کو یو۔ بی۔ ایل لٹریری ایوارڈ 2020 بھی مل چکا ہے۔

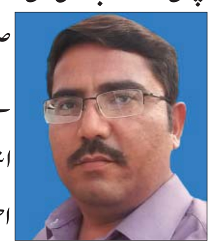

تبصرہ: نوید احمد

بچوں کے لیے رنگا رنگ کہانیوں پر مشتمل اس کتاب میں مختلف موضوعات بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کہانیاں نہایت دلچسپ، اور سبق آموز ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے اخلاق و کردار کی تعمیر کے حوالے سے بھی نہایت مفید ہیں۔ کتاب میں موجود تقریباً ساری کہانیاں جہاں بچوں کو تفریح کا سامان بہم پہنچاتی نظر آتی ہیں وہیں ہر کہانی معاشرتی و اخلاقی لحاظ سے واضح پیغام دیتی ہے۔ ان میں حرص و ہوس کی مذمت، چاہے وہ روپے پیسے کے متعلق ہو یا جاہ و حشم کے حوالے سے اخلاقی اسباق ملتے ہیں۔ محنت کی عظمت، صفائی کی افادیت کے علاوہ ہمدردی، محبت و یگانگت اور بھائی چارے کا درس بھی ملتا ہے لیکن احمد صاحب کے اسلوب کی ایک خاص بات جو اس کتاب میں میں واضح طور پر محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ انھوں نے کسی بھی اخلاقی سبق کو سیدھے سبھاؤ بیان نہیں کیا ہے بلکہ ان کی کہانیوں کے دلچسپ کردار جو کسی کہانی میں ننھے منے بونے ہیں تو کہیں جانور جو اپنی گفتار و کردار سے بچوں کو یہ سبق پڑھاتے ہیں۔ بچوں کی نفسیات یہ ہے کہ وہ ہر نئی چیز اور معلومات کو اپنی تخیلی صلاحیت کے ذریعے پرکھتے ہیں اور پھر تقلیدی عمل سے گزار کر اپنے کردار کا حصہ بنا لیتے ہیں اسی لیے بچوں کی کردار سازی

مصنف: احمد عدنان طارق

کے لیے مصنف نے بڑا عمدہ طریقہ اپنایا ہے۔ مختلف کہانیوں میں جادوگر اور جادوگرنیوں کے کردار بھی ہیں لیکن وہ بھی ہلکے پھلکے اور دلچسپ انداز میں تخلیق کیے گئے ہیں۔ ماں باپ کی خدمت و احترام کے حوالے سے دلگداز انداز میں تحریر کردہ کہانی ''پتھر کا دل''، بہت متاثر کن ہے۔ اس میں ہمیں احمد عدنان صاحب نے جذبات و احساسات

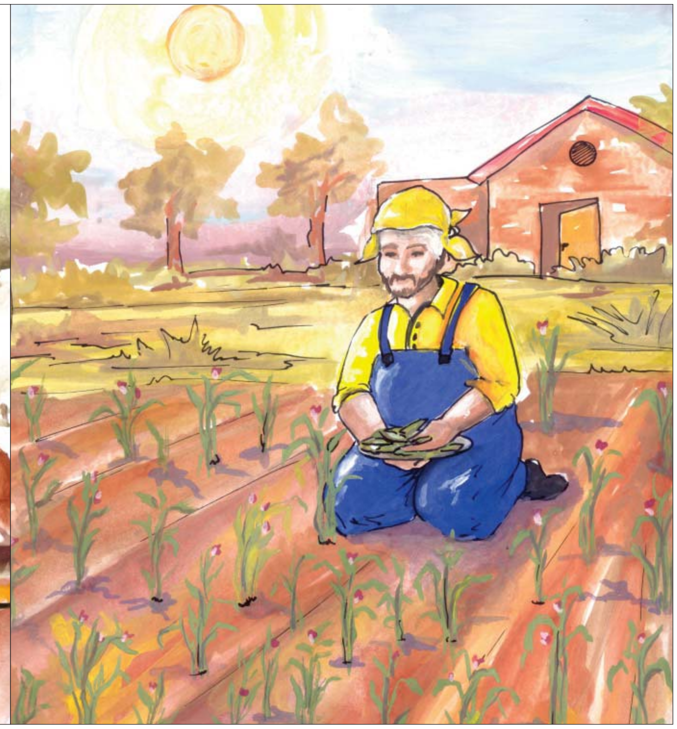

کواس مہارت اور سادگی کے ساتھ لفظوں میں گوندھا ہے کہ اسلوب بھی مشکل نہیں اور تاثر بھی بھرپور ہے۔ ادب اطفال میں جو سب سے زیادہ ضروری چیز شگفتہ اور دل نشیں اندازِ بیاں ہے، اس کتاب کی تمام کہانیاں اس کا بہترین نمونہ ہیں۔ مصنف نے بادشاہ، شہزادے، پریاں اور دیگر مافوق الفطرت کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے انھیں اس طرح پیش کیا ہے کہ کہیں سے بھی یہ مخصوص افسانوی اور روایتی کردار نظر نہیں آتے۔ قدرتی مناظر کی عکاسی بھی بہت عمدہ انداز میں موجود ہے اور کہیں کہیں ہلکا پھلکا طنز و مزاح کا عنصر دلچسپی کو دوبالا کرتا نظر آتا ہے جس کی بہترین مثال میاں خوجی کی کہانی ہے۔

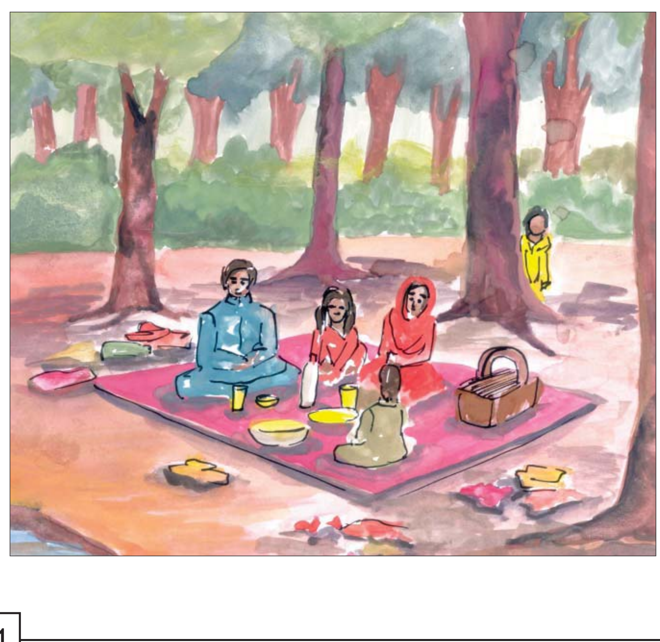

کہانیوں کی زبان سادہ اور پر اثر ہے۔ کہانیوں میں زیادہ تر بیانیہ انداز اختیار کیا گیا ہے جو قصہ گوئی اور رات کے وقت بچوں کو سنائی جانے والی کہانیوں کا خاصہ ہے۔ چھوٹے جملوں کے ساتھ ساتھ قدرے طویل جملے بھی بکثرت موجود ہیں مگر ان میں چنداں پیچیدگی نہیں ہے۔ ان میں الجھاؤ اور تصنع نام کو نہیں۔ پلاٹ با ترتیب اور کردار بھرپور ہیں۔ جہاں مکالمے استعمال ہوئے ہیں بالکل درست، نپے تلے اور پلاٹ کے مطابق ہیں۔

کتاب کی چھپائی بہت عمدہ اور واضح ہے۔ کتاب کی تیاری میں کارڈ کور اور نفیس کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔ خوبصورت اور دل موہ لینے والے سرورق کے ساتھ دلکش و رنگین تصاویر سے مزین صفحات بھی اس دلچسپ کتاب کا حصہ ہیں۔ ان خوبیوں کے ساتھ یہ کتاب بچوں کی پسندیدہ کتاب کہی جا سکتی ہے۔

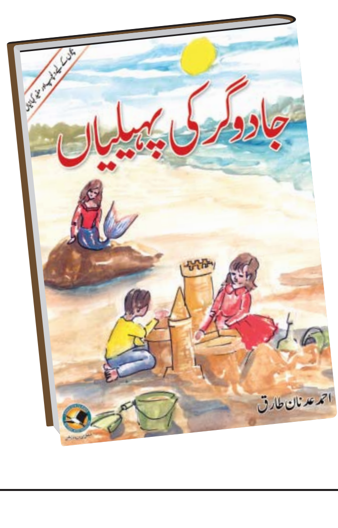


کتاب: جادوگر کی پہیلیاں
مصنف: احمد عدنان طارق
قیمت: 190 روپے
صفحات: 158
پبلشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

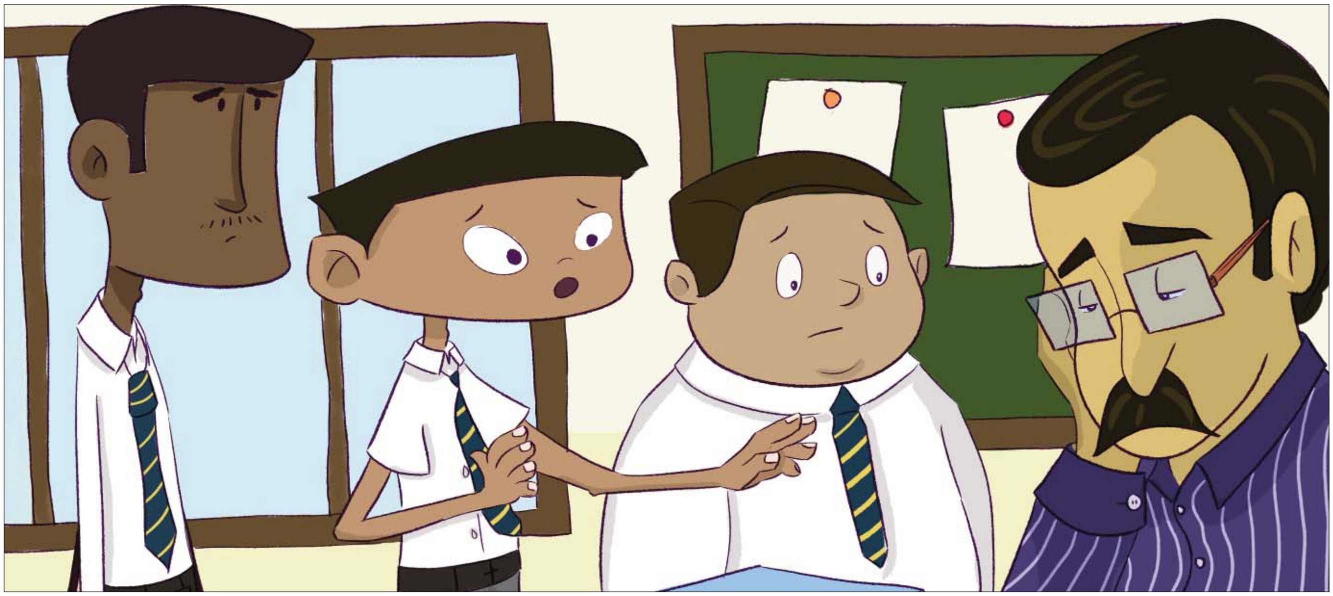

# منی آرڈر

اُستاد صاحب ہر روز ہنستے مسکراتے اپنی کلاس میں داخل ہوا کرتے تھے مگر آج وہ سخت پریشان نظر آرہے تھے۔ اُن کے چہرے کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر سب طالب علم حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ کلاس کے مانیٹر شکیل احمد نے کھڑے ہو کر کہا ”سر! کیا بات ہے؟ آپ بہت پریشان نظر آرہے ہیں۔“

مصنف: محمد ادریس قریشی

”بات یہ ہے کہ کل مجھے تنخواہ ملی تھی، وہ میں نے لفافے میں ڈال کر اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ پھر چھٹی کے وقت میں اپنی موٹر سائیکل پر گھر گیا۔ شام کے وقت مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت پڑی۔ میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو تنخواہ والا لفافہ غائب تھا۔“ استاد صاحب بولے۔

”اوہ۔“ کئی طالب علموں کے منہ سے نکلا۔

”نہ جانے وہ لفافہ کس وقت اور کس جگہ گرا ہوگا۔ بہر حال اللّٰہ مالک ہے۔ یہ کہہ کر اُنھوں نے الماری کھول کر رجسٹر نکالا اور کلاس کی حاضری لگانے لگے۔ وہ آٹھویں کلاس کے انچارج تھے اور اردو پڑھاتے تھے۔ حاضری لگاتے وقت بھی وہ بے چین اور گھبرائے ہوئے تھے۔ حاضری لگانے کے بعد اُنھوں نے لڑکوں کو کتابیں نکالنے کے لیے کہا۔ ایک لڑکا بول اٹھا:

”سر! آپ بہت پریشان ہیں۔ آج آپ کو چھٹی کر لینا چاہیے تھی۔“

”ہاں سر! آج میں کلاس کا کام چیک کر لیتا ہوں۔“ مانیٹر نے کہا۔

”نہیں بھئی! جو ہونا تھا وہ ہو چکا، میں خوامخواہ چھٹی نہیں کروں گا۔“ انھوں نے کہا۔

”آپ کی تنخواہ کتنی ہے سر؟“ ایک لمبے سے لڑکے نے کہا۔

”بیس ہزار روپے۔“ انھوں نے بتایا اور کلاس کو پوری توجہ سے پڑھانے لگے۔ جب اُن کا پیریڈ ختم ہوا تو وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ جلد ہی اسکول کے سب اساتذہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ شیخ صاحب کی تنخواہ گُم ہو گئی ہے۔ وہ سب باری باری اُن کے پاس آکر افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ پانچویں پیریڈ کے بعد اسکول میں وقفہ ہوا۔ سب طالب علم اسکول کے گیٹ پر مختلف ٹھیلوں اور ریڑھیوں کے گرد جمع ہو کر کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ آٹھویں کلاس بھی باہر کی طرف لپکنے ہی والی تھی کہ مانیٹر نے بلند آواز میں کہا ”ذرا ٹھہر جائیے۔“

سب طالب علم اپنی اپنی جگہ رُک گئے۔ مانیٹر نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور کہنے لگا ”دوستو! میری ایک تجویز سن لو۔“

”کیسی تجویز؟“ کئی لڑکوں نے حیرت سے کہا۔

”آپ سب جانتے ہی ہیں کہ ہمارے کلاس انچارج شیخ صاحب سخت پریشان ہیں کیونکہ ان کی مہینے بھر کی تنخواہ کہیں گر گئی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ ہماری کلاس میں پچاس لڑکے پڑھتے ہیں۔ اگر ہم سب کچھ پیسے ملا کر بیس ہزار روپے اکٹھے کر لیں تو شیخ صاحب کو پریشانی سے نجات مل سکتی ہے۔“

”ہاں! ٹھیک ہے۔“ بہت سی آوازیں اُبھریں۔

یہ ایک مشہور اسکول تھا اور اس میں زیادہ تر امیر ماں باپ کے بچے ہی پڑھتے تھے۔ مانیٹر شکیل احمد نے سب کو ایک دن کا وقت دیا اور اگلے روز صبح اسمبلی سے پہلے ہی بیس ہزار رُوپے جمع ہو چکے تھے۔

”لیکن ابھی مسئلہ حل نہیں ہوا۔“ شکیل احمد نے کہا۔

”وہ کیسے؟“ سب نے حیرت سے کہا۔

”کیا شیخ صاحب یہ پیسے ہم سے لے لیں گے۔ وہ کہیں انکار ہی نہ کر دیں۔“ شکیل بولا۔

”ہم یہ پیسے انھیں آن لائن بھیج دیتے ہیں۔“ ایک موٹے سے لڑکے نے تجویز دی۔

”نہیں، ہمیں اُن کے شناختی کارڈ نمبر کی ضرورت پڑے گی اور پھر بھی انھیں پتا چل جائے گا۔ میرے ذہن میں ایک اور ترکیب ہے۔“ مانیٹر نے کہا۔

''وہ کیا؟'' سب بولے۔

''منی آرڈر'' اُس نے کہا۔

''منی آرڈر!'' کئی لڑکوں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

''جی ہاں، سرکاری ڈاک خانے سے پیسے بھیجنے کے لیے منی آرڈر ہوتا ہے۔ ہم شیخ صاحب کے گھر کا پتا لکھیں گے اور بھیجنے والے کا نام پتا کوئی فرضی لکھ دیں گے۔'' وہ بولا۔

''لیکن اگر شیخ صاحب نے منی آرڈر واپس کر دیا تو رقم ضائع ہو جائے گی کیونکہ بھیجنے والے کا پتا بھی فرضی ہوگا۔'' ایک زیادہ عقل مند لڑکا بولا۔

''وہ منی آرڈر واپس نہیں کریں گے۔ میرا منصوبہ مکمل ہے۔'' شکیل احمد نے مسکرا کر کہا۔

''کیا ہے وہ منصوبہ؟'' کئی آوازیں گونجیں۔

''منی آرڈر فارم کے نیچے ایک کوپن ہوتا ہے۔ اس پر منی آرڈر بھیجنے والا اگر چاہے تو کوئی پیغام لکھ سکتا ہے جو منی آرڈر وصول کرنے والے کو پوسٹ مین پھاڑ کر دے دیتا ہے۔ اس کوپن پر ہم لکھ دیں گے، جناب شیخ صاحب! یہ رقم مجھے سڑک پر سے ملی تھی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ آپ کی تنخواہ تھی، میں خود ذرا مصروف ہوں اس لیے خود نہیں آ سکتا۔ رقم بذریعہ منی آرڈر وصول فرمائیے۔''

''ویری گڈ، بہت اچھی تجویز ہے۔'' کئی لڑکے بیک وقت بولے۔

اس فیصلے کے بعد سب لڑکے اسمبلی ہال میں جمع ہو گئے۔ شکیل احمد نے ہمت کی اور تفریح کے وقفے میں اپنی موٹر بائیک پر جا کر ڈاک خانے میں منی آرڈر کروا آیا۔

اگلے روز شیخ صاحب کو اسکول سے گھر جاتے ہی منی آرڈر مل گیا۔ کوپن پر لکھی تحریر پڑھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور رقم بھیجنے والے کو فرشتہ قرار دینے لگے۔ صبح وہ اسکول آئے تو یہ دیکھ کر سب طالب علم حیران رہ گئے کہ شیخ صاحب پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہیں۔

شکیل احمد نے کہا ''سر آپ کی پریشانی ہم جانتے ہیں کہ تنخواہ گم ہو گئی تھی، کیا آپ اسی لیے پریشان ہیں؟''

شیخ صاحب بولے ''اصل میں بات یہ ہے کہ کل مجھے منی آرڈر کے ذریعے رقم مل گئی تھی۔ میں بہت خوش تھا لیکن رات کو جب میں سونے کے لیے لیٹا تو میری نظر بستر کے نیچے پڑی وہاں میری تنخواہ کا لفافہ گرا پڑا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میری تنخواہ تو گھر میں ہی گری تھی جو، اب مل چکی ہے لیکن منی آرڈر بھیجنے والا کون ہے جس نے ہمدردی کرتے ہوئے مجھے اپنے پاس سے ہی رقم بھیج دی ہے۔''

سب طالب علم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ شکیل احمد نے کہا ''سر! آپ کے پاس ڈبل تنخواہ ہو گئی ہے تو اس میں فکر کی کیا بات ہے؟''

''یہ نہیں ہو سکتا، میں یہ رقم ہر حال میں واپس کروں گا۔ یہ رقم میری نہیں ہے۔'' وہ زور سے بولے۔ ''ہاں! میں اس شخص کا بہت زیادہ شکریہ ضرور ادا کروں گا جس نے مجھ پر اس مشکل وقت میں احسان کیا۔''

شکیل احمد نے کھڑے ہو کر کہا ''سر میں آپ کو ساری حقیقت بتانا چاہتا ہوں تا کہ آپ کی پریشانی دُور ہو سکے۔''

''جی بتائیے؟'' وہ بولے۔

شکیل احمد نے کلاس کی طرف منہ کر کے کہا ''پیارے دوستو! اگر ہم نے سر کو ساری بات نہ بتائی تو یہ اُلجھن میں مبتلا رہیں گے جو کہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔''

''ٹھیک ہے بتا دینا چاہیے۔'' سب بول اٹھے۔

شکیل احمد نے شیخ صاحب کو سب کچھ بتا دیا۔ وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ انھوں نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا ''تمھیں اپنے استاد کی پریشانی کا اتنا خیال ہے، میرے بچو! تم بہت عظیم ہو۔''

شیخ صاحب نے پرنسپل صاحب اور دوسرے اساتذہ کو اپنی کلاس کی کارکردگی کے متعلق بتا دیا۔ اگلے دن صبح اسکول لگا۔ اسمبلی ہال میں پرنسپل صاحب نے ایک تقریر کی اور شیخ صاحب کی تنخواہ کے گم ہونے اور اُن کے طالب علموں کے کارنامے کے متعلق بتایا اور بتایا کہ شیخ صاحب کی تنخواہ تو ان کے گھر سے ہی مل گئی تھی اور شیخ صاحب کی ایمانداری کا عالم یہ ہے کہ وہ رقم واپس لوٹانا چاہتے ہیں۔ پرنسپل صاحب نے طلبہ کو شاباش دیتے ہوئے انھیں مزید نیک کام کرنے کی نصیحت کی۔

شیخ صاحب اسٹیج پر تشریف لائے اور بولے ''یہ لیجیے رقم، شکیل احمد مانیٹر واپس لے اور تمام طلبہ کو ان کے پیسے لوٹا دے۔''

شکیل احمد نے اپنے کلاس فیلوز سے مشورہ کیا اور اسٹیج پر آ کر مائیک میں مخاطب ہوا:

''جو رقم کسی نیک کام پر خرچ ہو چکی ہو، اسے واپس نہیں لینا چاہیے۔ ہمارے استاد شیخ صاحب یہ پیسے ہمیں واپس کرنے پر بضد ہیں، اس لیے ہماری کلاس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ رقم سکول کے لائبریری فنڈ میں جمع کرا دی جائے۔ ہماری لائبریری میں بہت کم کتابیں موجود ہیں۔ ان پیسوں سے معلوماتی، سائنسی، تاریخی اور اسلامی کتابیں خریدی جائیں تا کہ طالب علموں میں مطالعے کا شوق پیدا ہو اور اُن کی معلومات میں اضافہ ہو۔''

اسکول کے سب طالب علم اور اُستاد بے اختیار تالیاں بجانے لگے۔

(بقیہ آئندہ شمارے میں)

کتاب: من چلی کہانیاں
مصنف: محمد ادریس قریشی
قیمت: 250 روپے
صفحات: 80
پبلشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام

تصویر: نعمان فاروق

اس ناول میں نعمان فاروق نے اپنے آبائی علاقے وادیٔ کہون کو پس منظر بناتے ہوئے ایک خوبصورت اور پراسرار فضا تخلیق کی ہے۔ وادی میں موجود کٹاس مندر، جنگل اور پہاڑ اور دیگر قدرتی مناظر کو مصنف نے بڑے مصورانہ انداز میں ناول کے کینوس پر اتارا ہے۔

تبصرہ: احمد عدنان طارق

پچھل پیری ناول بچوں کے لیے لکھا گیا ہے اور اس کا موضوع پراسرار اور خوفناک ہے جس کا بنیادی مقصد تحیر آمیز تفریح ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے بڑی خوبی اور رواداری کے ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت کے مضامین بھی بیان کر دیے ہیں۔ جیسے کہانی میں بیان کردہ کرداروں کا آپس میں پیار و محبت اور مختلف مذاہب کے پیروکار ہونے کے باوجود مل جل کر رہنا، جانوروں سے انس اور پیار، کے علاوہ درختوں کی اہمیت بھی بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے آبائی علاقے کا تعارف بھی شامل ہے۔ اختتامیہ حصے میں تو مصنف کا اصل پیغام ابھر کے سامنے آتا ہے یعنی انسانیت سے بے لوث ایثار و وفا جس کی بہترین مثال سرتھامس اور مرکزی کردار پارس علی ہے جو ایک نیک مقصد کی خاطر اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کرتا ہے اور آخر اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر کے سرخرو ہو جاتا ہے۔

پراسرار موضوعات میں غیبی مخلوقات، جن بھوت اور چڑیلیں مختلف مصنفین کا مرغوب موضوع ہے اور اس ناول کا مرکزی خیال بھی ایک خوفناک الٹے پاؤں والی ڈائن کے گرد گھومتا ہے جو کہ سراسر ایک افسانوی یا دیو مالائی کردار ہے مگر مصنف نے اپنے قلم کے جادو سے اس میں زندگی بھر دی ہے۔ بہت سارے حقائق کو مصنف نے سادہ اور عام انداز میں بڑی روانی سے بیان کر دیا ہے۔

مصنف کا اسلوب تحریر سلیس اور آسان زبان پر مشتمل ہے اور قصہ پن بھی بدرجہ اتم موجود ہے کیوں کہ یہ ناول بچوں کے لیے لکھا گیا ہے ۔ مکالمے اچھے تخلیق کیے گئے ہیں لیکن کہیں کہیں مکالمے کرداروں کی شخصیت سے میل کھاتے نظر نہیں آتے کہ دیہات کے رہائشی لوگوں کے انداز تکلم میں بہت بے تکلفی ہوتی ہے مگر کافی جگہ کرداروں کی گفتگو میں تکلف کا عنصر جھلکتا ہے ۔ اس کے علاوہ زیادہ تر مکالمے اثر پذیری اور جذبات کی عکاسی کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ ناول کا پلاٹ قدرے سادہ ہے اور کہانی آہستہ آہستہ انداز میں آگے بڑھتی نظر آتی ہے پھر جہاں سے پچھل پیری کھل کر اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور خون آشام فطرت کے ساتھ سامنے آتی ہے تو یک دم تجسس، خوف اور تحیر کی فضا قائم ہو جاتی ہے ۔ اس کام میں مصنف بہت حد تک کامیاب رہے ہیں ۔ ناول میں گو کرداروں کی بہتات ہے لیکن وہ بڑی ترتیب اور ڈرامائی انداز میں آتے ہیں، کہانی کو آگے بڑھانے میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں اور پھر ان کا ذکر تمام ہو جاتا ہے۔

ناول کی کہانی بہت دلچسپ، خوف و تجسس سے بھرپور ہے ۔ مصنف نے پوری کہانی میں تجسس کی فضا کو لاجو کے قتل کا راز افشاء ہونے تک بڑی کامیابی سے برقرار رکھا ہے ۔ ڈر، خوف اور سناٹے کی بہترین عکاسی کی گئی ہے۔ جس میں پچھل پیری کا کردار پورے ناول میں قاری کے حواس پر سوار رہتا ہے۔ برائی کی مثال شمی جادوگر، اور موقع پرست اور خودغرضی کا پیکر سور ماڈ اکو کا انجام بہت خوفناک اور قاری کے احساسات کے مطابق ہے۔ جس کی وجہ سے مصنف قاری سے یک گونہ رشتہ قائم کر لیتا ہے جو اختتام تک برقرار رہتا ہے۔ جیسے جیسے کہانی آغاز سے کشمکش اور پھر اپنے عروج پر پہنچتی ہے ویسے ویسے قاری کے دل کی دھڑکن بھی اتھل پتھل ہوتی جاتی ہے۔

مجموعی طور پر "پچھل پیری" خوف و ہراس اور تجسس کی فضا میں لپٹا ہوا دلچسپ ناول ہے ۔ جس کی کہانی تفریح بھی مہیا کرتی ہے اور زندگی کے کئی اہم پہلوؤں کو بھی بڑے ناصحانہ انداز میں بیان کرتی ہے۔

| | |
|---|---|
| کتاب: | پچھل پیری |
| مصنف: | نعمان فاروق |
| قیمت: | 300 روپے |
| صفحات: | .................. |
| پبلشر: | رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، راولپنڈی |

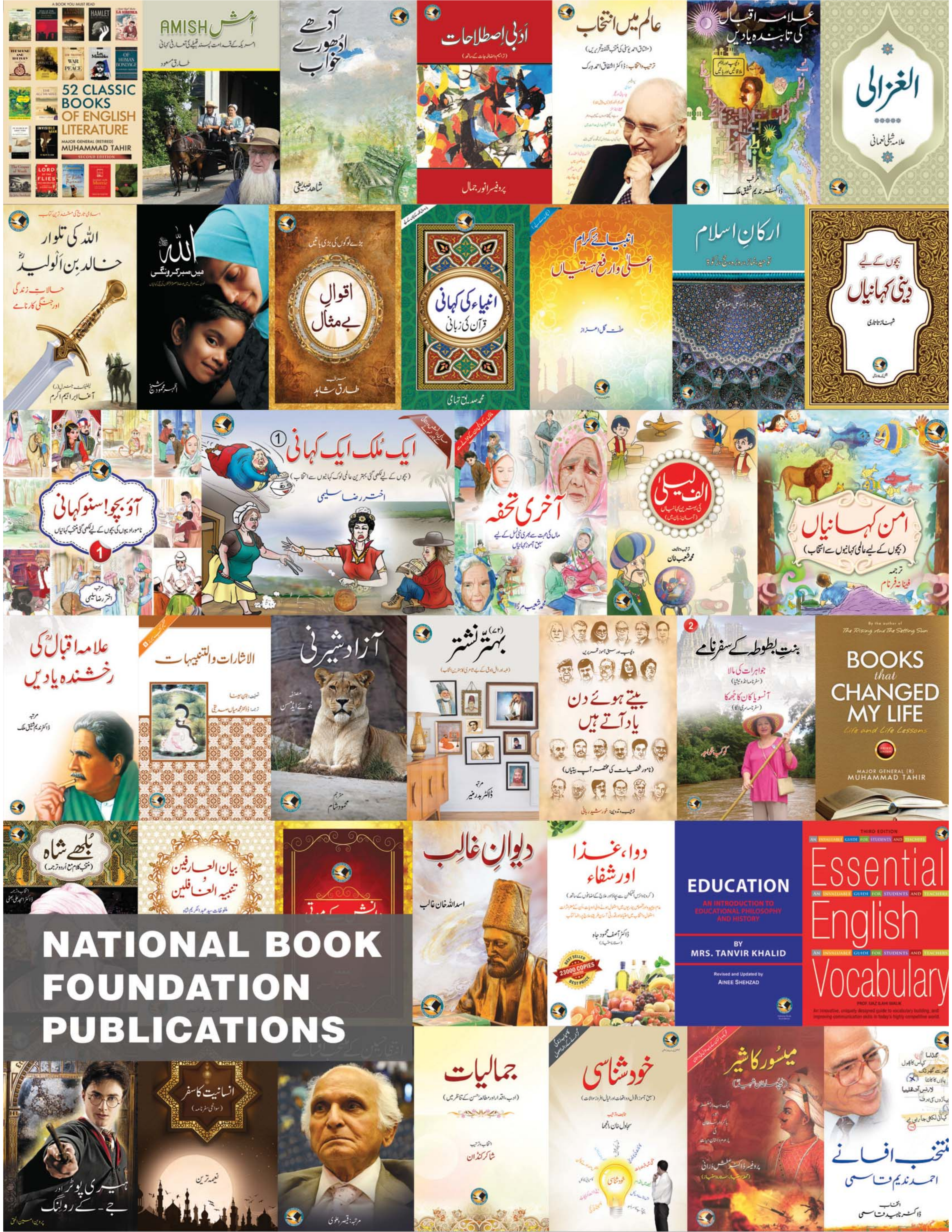
A BOOK YOU MUST READ
52 CLASSIC BOOKS OF ENGLISH LITERATURE
MAJOR GENERAL (RETIRED) MUHAMMAD TAHIR
SECOND EDITION
AMISH آمش
طارق مسعود
آدھے ادھورے خواب
شاہد صدیقی
ادبی اصطلاحات
پروفیسر انور جمال
عالم میں انتخاب
علامہ اقبال کی تابندہ یادیں
الغزالی
علامہ شبلی نعمانی
اللہ کی تلوار
خالد بن الولید
حالات زندگی اور جنگی کارنامے
اقوالِ بے مثال
طارق شاہد
انبیاء کی کہانی
قرآن کی زبانی
انبیائے کرام اعلیٰ وارفع ہستیاں
ارکانِ اسلام
بچوں کے لیے دینی کہانیاں
آؤ بچو! سنو کہانی
ایک مُلک ایک کہانی
اختر رضا سلیمی
آخری تحفہ
الف لیلیٰ
امن کہانیاں
(بچوں کے لیے عالمی کہانیوں سے انتخاب)
علامہ اقبال کی رخشندہ یادیں
الاشارات والتنبیہات
آزاد شیرنی
بہتر نشتر
بیتے ہوئے دن یاد آتے ہیں
بنتِ بطوطہ کے سفرنامے
By the author of The Rising and The Setting Sun
BOOKS that CHANGED MY LIFE
Life and Life Lessons
MAJOR GENERAL (R) MUHAMMAD TAHIR
بُلھے شاہ
بیان العارفین تنبیہ الغافلین
دیوانِ غالب
اسد اللہ خان غالب
دوا، غذا اور شفاء
EDUCATION
AN INTRODUCTION TO EDUCATIONAL PHILOSOPHY AND HISTORY
BY MRS. TANVIR KHALID
Revised and Updated by AINEE SHEHZAD
THIRD EDITION
Essential English Vocabulary
NATIONAL BOOK FOUNDATION PUBLICATIONS
ہیری پوٹر اور جے کے رولنگ
انسانیت کا سفر
جمالیات
شاکر کنڈان
خودشناسی
میسور کا شیر
منتخب افسانے
احمد ندیم قاسمی

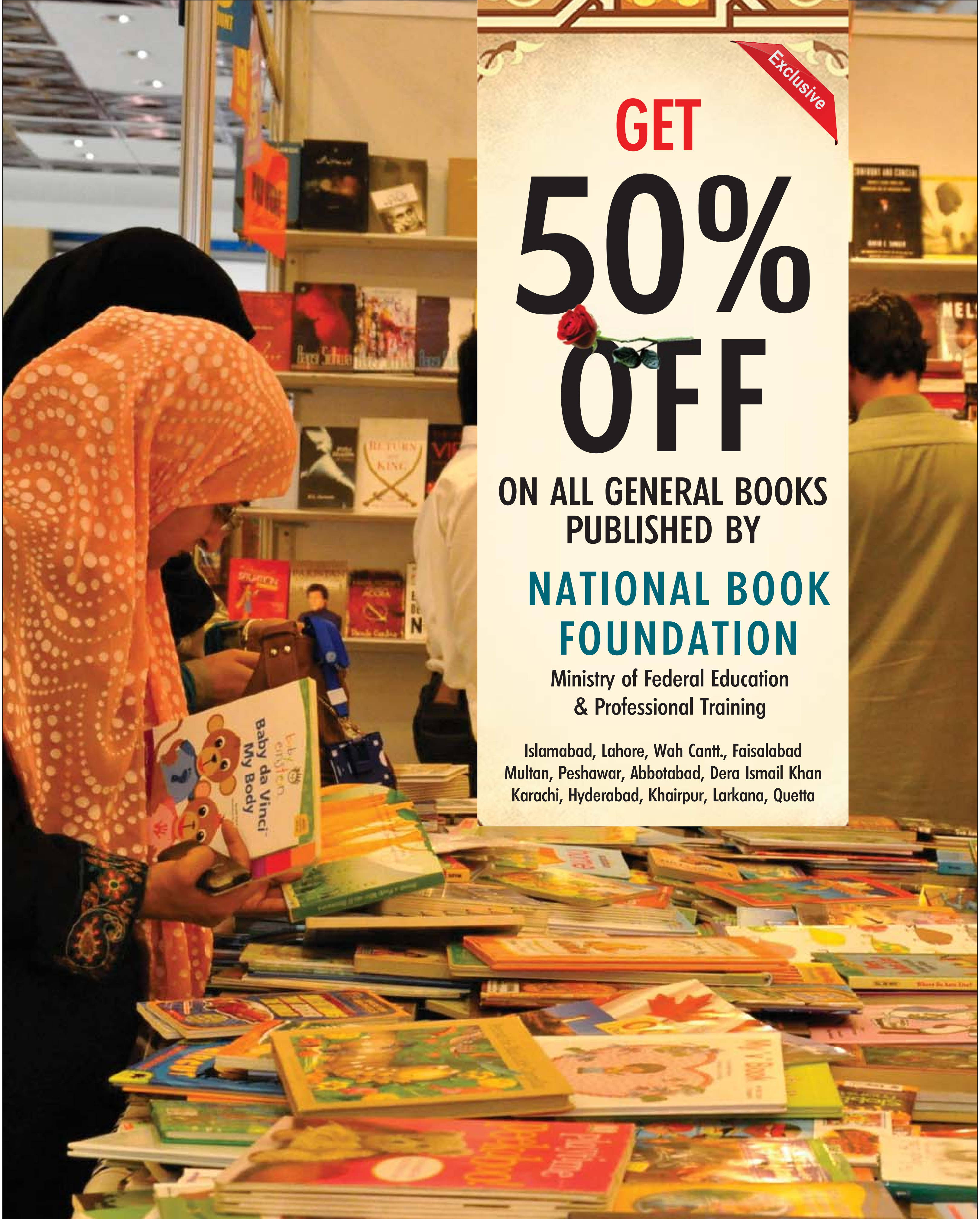


For more information/quries please contact
National Book Foundation (Head Office) 6-Mauve Area, Taleemi Chowk, G-8/4, Islamabad. Tel: 051-9261125, 9260391 Email: books@nbf.org.pk Website: www.nbf.org.pk